قرآن سے
"شفا"
کیسے حاصل کریں؟

تالیف
ڈاکٹر علی بن غازی التویجری
استاد جامعہ اسلامیہ و مدرس مسجد نبوی

ترجمہ
سیف الرحمن حفظ الرحمن تیمی
جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ

٭کتاب: قرآن سے شفا کیسے حاصل کریں؟

٭ مؤلف : ڈاکٹر علی بن غازی التویجری

٭مترجم : سیف الرحمن حفظ الرحمن تیمی

٭ تنسیق : محمد اسرائیل محمد اسلام مدنی

٭ سن اشاعت: 1439ھ-2018ء

٭ صفحات :

٭تعداد اشاعت: 1000

٭ناشر :

❁ اس کتاب کے جملہ حقوق مترجم کے ہیں ❁

بسم الله الرحمن الرحيم

المقدمة

الحمد لله نحمده ، ونستعينه ، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا ، من يهده الله فلا مضل له ، ومن يضلل فلا هادي له ، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له ، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله.

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٠٢﴾﴾ [سورة آل عمران:102].

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَآءً ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ٱلَّذِى تَسَآءَلُونَ بِهِۦ وَٱلْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ﴿١﴾﴾ [سورة النساء:1].

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَقُولُواْ قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٧٠﴾ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَٰلَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٧١﴾﴾ [سورة الأحزاب:70-71]. (1)

أما بعد:

بندوں کے تئیں اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے ان پر اپنی عظیم کتاب نازل کی، اسے سب سے آخری اور افضل نبی کے دل پر اتارا، اسے اس قدر سہل بنادیا کہ مسلمان جب چاہیں اسے پڑھیں اور اپنے تمام تر معاملات زیست میں اس کی طرف رجوع کریں، جب کہ اس کی حفاظت اور اسے ہر قسم کی تحریف اور تبدیلی سے پاک رکھنے کی ذمہ داری خود اللہ نے اپنے ذمہ لی، اللہ فرماتا ہے: ہم نے ہی قرآن

(1) یہ خطبہ حاجہ ہے جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو سکھایا کرتے تھے، بہتر ہے کہ مسلمان بولنے اور لکھنے کے آغاز میں خطبہ حاجۃ پڑھنے اور لکھنے کی عادت ڈالے، اسے امام احمد نے اپنے مسند میں: (٦/ ٢٦٢، ٢٦٤) حدیث نمبر: (٣٧٢٠، ٣٧٢١)، ابوداؤد نے اپنے سنن میں (٢/ ٢٣٨) حدیث نمبر (٢١١٨)، ترمذی نے جامع میں (٣/ ٤٠٤) حدیث نمبر: (١١٠٥)، حاکم نے مستدرک میں: (٢/ ١٩٩) روایت کیا ہے، اور شیخ البانی نے اس پر مستقل کتاب تصنیف کی ہے جسے خطبۃ الحاجۃ سے موسوم کیا ہے اور اس کے اندر اس حدیث کے الفاظ اور طرق جمع کرنے کے ساتھ ساتھ سب کی تخریج بھی ذکر کردی ہے۔

نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے" (سورة حجر: ۹)، اللہ نے اس قرآن کو ہدایت، نور، شفااور انصاف پر مبنی فیصلہ بنایا ہے، باطل اس کے پاس نہ تو سامنے سے آسکتا ہے اور نہ ہی پیچھے سے۔

مسلمان کو حسی و معنوی، دلی اور جسمانی ہر طرح کی بیماریوں میں قرآن عظیم سے شفا حاصل کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے، قرآن کی مکمل تصدیق اور اس پر عمل پیرا ہونے کا یہی تقاضہ ہے، اور ہم اس کے محتاج بھی ہیں بہ طور خاص اس زمانے میں جب کہ برائی اور برے لوگوں کی بہتات ہے اور نت نئی نامعلوم بیماریاں جنم لے رہی ہیں۔

اپنی اور اپنے اسلامی بھائیوں کی تذکیر کے لئے میں نے اس موضوع پر قلم اٹھانا چاہا، ہو نہ ہو (میرے اور آپ کے لئے اس کتاب میں) تعاون، تذکیر اور بصیرت کا سامان ہو جائے، اللہ ہی میرا کارساز ہے اور اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے، اگر میں نے درست بات کی ہے تو یہ صرف اللہ کا فضل ہے اور یہی میرا ارادہ بھی ہے، اور اگر کوئی خطا سرزد ہو گئی ہے تو میرے اور شیطان کی طرف سے ہے جس پر میں اللہ سے استغفار اور توبہ کرتا ہوں، میں نے اپنی اس کاوش کو جس نام سے موسوم کیا ہے وہ ہے "قرآن سے شفا کیسے حاصل کریں؟"۔

- **موضوع کی اہمیت اور اسے اختیار کرنے کے اسباب:**

موضوع کی اہمیت اور اسے اختیار کرنے کے اسباب ذیل میں پیش کئے جارہے ہیں:

۱-امت کی سعادت وخوش بختی اسی میں ہے کہ وہ کتاب الٰہی کو حرز جاں بنائے اور اس پر عمل پیرا ہو، قرآن جس چیز کی طرف بھی ان کی رہنمائی کرتا ہے اور جس پر عمل کرنے کے لئے انہیں ابھارتا ہے وہ نہایت ہی اہم ہے۔

۲-کتاب الٰہی کے ذریعہ شفایابی کی طرف مسلمانوں کی رہنمائی اور اس کی یاد دہانی۔

۳-بہت سے مفسرین کا اس موضوع پر شرح وبسط سے گفتگو نہ کرنا۔

۴-دور حاضر میں ایسی بیماریوں کی کثرت جن کے دوائیں جدید طب میں ناپید ہیں، جب کہ اللہ کی کتاب میں اس کی دوا موجود ہے جیسا کہ اس کی تفصیل آئے گی۔

۵-قرآن کے ذریعہ شفا حاصل کرنے پر قرآن وحدیث کے جو نصوص دلالت کرتے ہیں ان کی وضاحت۔

٦- نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کے ذریعہ شفا حاصل کرنے سے متعلق جو صفات وارد ہوئے ہیں، ان کی آشنائی حاصل کرنا تاکہ مسلمان اس سے پوری طرح واقف رہے۔

٧- مسلمانوں کی خیر سگالی اور مصیبت زدوں کی راحت رسانی میں شریک ہونا۔

٨- مسلمانوں کے دفاع اور انسانوں اور جنات میں جو ان کے دشمن ہیں جیسے جادوگر، شعبدہ باز اور وہ لوگ جو ان سے مسلمانوں کو اذیت دینے کا مطالبہ کرتے ہیں، ان کی سازشوں کو بہ قدر استطاعت ناکام کرنا۔

٩- جھاڑ پھونک کرنے اور کروانے والوں کو قرآن سے شفا حاصل کرنے کے شرعی طریقوں سے آگاہ اور اس سلسے میں شریعت کی خلاف ورزیوں سے ہوشیار کرنا۔

- **مقالے کا خاکہ:**

جس منہج پر مقالہ تحریر کیا جارہا ہے وہ حسب ذیل ہے:

مقدمہ: جس کے اندر مقالے کی اہمیت اور اسے اختیار کرنے کے اسباب بیان کئے گئے ہیں، جنہیں ابھی ابھی ذکر کیا گیا ہے۔

صلب موضوع: یہ دوباب پر مشتمل ہے:

پہلا باب: قرآن وحدیث کے وہ دلائل جو قرآن سے شفا حاصل کرنے کی مشروعیت پر دلالت کرتے ہیں۔اس کے دو حصے ہیں:

پہلا حصہ: قرآن کے ذریعہ شفا حاصل کرنے پر دلالت کرنے والے قرآنی نصوص اور ان کی تفسیر

دوسرا حصہ: قرآن کے ذریعہ شفا حاصل کرنے پر دلالت کرنے والی احادیث اور ان کی وضاحت

دوسرا باب: قرآن کے ذریعہ شفا حاصل کرنے کی کیفیت ، رقیہ (دم اور جھاڑ پھونک) کرنے اور کروانے والے کے اوصاف ، اور وہ خلاف ورزیاں جن سے بچنا ضروری ہے۔اس کے اندر چار حصے ہیں:

پہلا حصہ: قرآن وسنت کے ذریعہ شفا حاصل کرنے کی کیفیت کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو صفات وارد ہیں ، ان کا ذکر۔

دوسرا حصہ: دم کرنے والے کے اندر پائی جانے والی ضروری صفات۔

تیسرا حصہ: دم کروانے والے (مریض) کے اندر پائے جانے والی ضروری صفات۔

چوتھا حصہ: وہ خلاف ورزیاں جن سے اجتناب ضروری ہے۔

خاتمہ: اس کے اندر مقالے کے نتائج ذکر کئے گئے ہیں۔

فہارس: اس کی تفصیل مقالے کے منہج میں ذکر کی جارہی ہے۔

- **مقالے کا منہج:**

درج ذیل منہج کے مطابق -الحمدللہ- اس مقالے کی تکمیل ہوئی ہے:

۱۰- جن آیات سے استشہاد کیا گیا ہے انہیں سورہ کے ساتھ لکھا گیا ہے، متن کے اندر ہی آیت کے بعد سورہ کا نام اورآیت نمبر ذکر کیا گیا ہے۔

۱۱- احادیث کی معتمد کتابوں سے احادیث کی تخریج کی گئی ہے۔

۱۲- استدلال کے لئے صحیح احادیث کا التزام کیا گیا ہے، اور اگر صحیحین میں یا (صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سے) کسی میں یہ حدیث نہ ہو تو اہل علم کی تصحیح بھی ذکر کی گئی ہے۔

۱۳- اگر شخصیت غیر مشہور ہو تو ان کا تعارف بھی پیش کیا گیا ہے۔

۱۴- اہل علم کے جو اقوال وارد ہوئے ہیں، یا ان کا جو تعارف پیش کیا گیا ہے، اور ان کے جو اقتباسات ذکر کئے گئے ہیں، مراجع کی روشنی میں ان کی توثیق کی گئی ہے۔

۱۵- ضروری الفاظ کی تشریح اور وضاحت کی گئی ہے۔

۱۶-مقالے کے اخیر میں درج ذیل فہارس ذکر کئے گئے ہیں:

أ- قرآنی آیات کی فہرست

ب-احادیث نبویہ کی فہرست

ج- شخصیات کی فہرست

د-مراجع ومصادر کی فہرست

ھ-فہرست موضوعات

اللہ سے توفیق، راستی اور مدد کا خوسا تگار ہوں، وہی اس کا والی اور اس پر قادر ہے۔

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين

پہلا باب:

- **قرآن کریم کے ذریعہ شفا حاصل کرنے کی مشروعیت پر دلالت کرنے والے قرآن وحدیث کے دلائل:**

- **اس کے دو حصے ہیں:**

- **پہلا حصہ:** قرآن کے ذریعہ شفا حاصل کرنے پر دلالت کرنے والے قرآنی نصوص اور ان کی تفسیر۔

- **پہلی آیت:** اللہ کا فرمان ہے:

- ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى ٱلصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٧﴾﴾ [سورة يونس:57].

- **آیت کی تفسیر:**

(يا أيها الناس) کہ کر اللہ اپنے بندوں کو ندا لگا رہا ہے، چنانچہ اس ندا میں تمام مخلوق شامل ہیں، اس لئے کہ سب قرآن کے مخاطب ہیں، سبھوں کو اس پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، وہ ہر کسی کے لئے نصیحت ہے، ایسا نہیں کہ صرف اہل ایمان ہی کے لئے قرآن خاص ہے، دوسرے اس کے مخاطب نہیں۔

پھر اللہ نے قرآن کو (موعظة) یعنی نصیحت اور اللہ کی طرف سے بندوں کے لئے یاددہانی بتایا ہے، جس سے توفیق یافتہ بندے نصیحت پکڑتے ہیں، نیز اللہ نے قرآن کو (شفا) قرار دیا ہے، اور شفا وہ ہے جس سے بیماری دور اور کافور ہو جاتی ہے۔

(لما فی الصدور) :سے مراد انسان کے دل ہیں، گویا قرآن جہالت ونادانی اور شہوات وشبہات سے دلوں کو شفایاب کرتا ہے۔

(و هدی): جس کے ذریعہ گمراہی سے ہدایت ملتی ہے۔

(ورحمۃ للمؤمنین): مؤمنوں کو بہ طور خاص اس لئے ذکر کیا کہ اہل ایمان ہی قرآن سے مستفید ہوتے ہیں۔

طبری اس آیت کا معنی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: " اللہ تعالی اپنے بندوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہتا ہے:(یا أیها الناس قد جائتکم موعظة من ربکم)یعنی کہ: ایسی نصیحت (تمہارے رب کی جانب سے تم کو آئی ہے جو) تمہیں اللہ کی سزا کی یاد اور اس کے وعید کا خوف دلاتی ہے، (من ربکم)یعنی:تمہارے رب کی جانب سے، نہ کہ محمد نے اسے اپنی جانب سے گڑھا ہے، اور نہ ہی کسی دوسرے شخص نے اسے بنایا ہے کہ تم یہ بہانا کرو کہ: ہمیں نہیں پتہ کہ یہ درست ہے بھی یا نہیں، اس سے اللہ صاحب حمد وثنا کی مراد قرآن ہے جو کہ اللہ کی طرف سے نصیحت وموعظت ہے۔

اللہ کے اس فرمان(وشفاء لما فی الصدور) سے مراد یہ ہے کہ: قرآن دلوں کی جہالت کے لئے شفا ہے، اس کے ذریعہ اللہ جاہلوں کی جہالت کو دور اور اس کی بیماری کی دوا کرتا ہے، اس کے ذریعہ جسے چاہتا ہدایت سے سرفراز کرتا ہے، (و هدی)یعنی کہ: قرآن اللہ کی حلال اور حرام کردہ چیزوں کو بیان کرتا اور اللہ کی اطاعت اور نافرمانی کی تمیز سکھاتا ہے ،(ورحمۃ)یعنی اپنے جس بندے کو چاہتا رحمت سے نوازتا اور اسے گمراہی سے بچا کر

ہدایت کی طرف لے آتا ہے ، اور (اس طرح) ہلاکت وتباہی سے اسے بچا لیتا ہے ، اللہ بابرکت وبارفعت نے قرآن کو کافروں کے بجائے مومنوں کے لئے رحمت بنایا ہے، اس لئے کہ جس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا وہ تاریکی اور گمراہی میں ہے ، اور آخرت میں اس کی سزا دہکتی ہوئی آگ میں دائمی ٹھکانہ ہے"۔[1]

ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ تعالی نے اپنے رسول عظیم پر قرآن کریم نازل فرمایا، اپنے بندوں پر اس کا احسان جتاتے ہوئے کہتا ہے:(یا أیہا الناس قد جائتکم موعظۃ من ربکم)یعنی کہ:(تمہارے رب کی طرف سے تمہیں) برائیوں سے روکنے والی(نصیحت) آچکی ہے، (وشفاء لما فی الصدور)یعنی کہ: شبہات اور شکوک سے (دلوں کو شفایاب کرتا ہے)، جس کا مطلب ہے دل سے گندگی اور ناپاکی کو (قرآن) دور کر دیتا ہے، (وھدی ورحمۃ)یعنی کہ: اس کے ذریعہ ہدایت اور اللہ کی رحمت حاصل ہوتی ہے ، جو کہ ان مومنوں اور راست پسندوں کو حاصل ہوتی ہے جو قرآن کے احکام پر یقین رکھتے ہیں، مثلا وہ اللہ کے اس قول(کو حق سمجھتے ہیں):

﴿ وَنُنَزِّلُ مِنَ ٱلْقُرْءَانِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۙ وَلَا يَزِيدُ ٱلظَّٰلِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ﴿٨٢﴾ ﴾ [سورة الإسراء:82].

(1) تفسیر طبری:(١٢/١٩٣-١٩٤)

ترجمہ: یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لئے تو سراسر شفا اور رحمت ہے، ہاں ظالموں کو بجز نقصان کے اور کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔

اور رب کے اس فرمان (پر یقین رکھتے ہیں) کہ:

﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ هُدًى وَشِفَآءٌ ۖ﴾ [سورة فصلت:44].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ یہ تو ایمان والوں کے لئے ہدایت وشفا ہے۔

شیخ سعدی اس آیت کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:(وشفاء لما في الصدور) سے مراد یہ ہے کہ یہ وہ قرآن ہے جو شریعت کی تابعداری سے روکنی والی شہوانی بیماریوں اور علم یقینی کو مجروح کرنے والی شبہات کی بیماریوں سے دلوں کو شفایاب کرتا ہے، اس لئے کہ اس کے اندر نصیحتیں ہیں، ترغیب وترہیب اور وعدو عید کا ذکر ہے جن سے بندے کے اندر (نیکی کی) رغبت اور (برائی کا) خوف پیدا ہوتا ہے، جب اس کے اندر بھلائی کی رغبت اور برائی کا خوف پیدا ہو جاتا ہے اور یہ جذبہ ایسے ماحول میں نشوونما پاتا ہے کہ جہاں قرآن کے معانی بار بار اس کے سامنے دہرائے جاتے ہیں، تو اس کے نتیجے میں انسان اللہ کے چاہت کو اپنی خواہش پر ترجیح دینے لگتا ہے اور اس کے نزدیک اللہ کی رضا خواہش نفس سے زیادہ محبوب ہو جاتی ہے، بالکل اسی طرح وہ دلائل وبراہین بھی ہیں جنہیں اللہ نے نہایت خوش اسلوبی اور حسین پیرائے میں پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے جن سے حق کو مجروح کرنے والے شبہات کا ازالہ ہو جاتا ہے، اور بندے کو یقین کے اعلی ترین درجہ تک رسائی مل جاتی ہے، جب دل بیماری سے پاک ہو کر عافیت کا لبادہ زیب کرلے تو تمام اعضاء وجوارح بھی

اس کے تابع ہو جاتے ہیں، اس لئے کہ دل اگر پاک صاف ہو تو اعضاء وجوارح بھی صحیح سالم رہتے ہیں اور اگر دل میں بگاڑ ہو تو اعضاء بھی بگاڑ کے شکار ہو جاتے ہیں۔

(وهدى ورحمة للمؤمنين) ہدی سے مراد: حق کا علم اور اس پر عمل پیرا ہونا ہے، رحمت: سے مراد وہ خیر وبھلائی، احسان اور دنیاوی واخروی اجر وثواب ہیں جو ہدایت یافتہ لوگوں کو ملا کرتے ہیں، ہدایت، عظیم ترین وسیلہ اور رحمت، کامل ترین مقصد ہے، لیکن یہ قرآن اسی کے لئے ہدایت کا وسیلہ اور رحمت کا سبب ہو سکتا ہے جس کے دل میں ایمان کی روشنی ہو، جب ہدایت اور اس سے حاصل ہونے والی رحمت مل جائے تو سمجھیں سعادت وخوش بختی، کامیابی وکامرانی، فرحت ومسرت اور (سارے) منافع حاصل ہو گئے"[(1)]

- **قرآنی ہدایت، رحمت اور شفا صرف مومنوں کے لئے خاص ہیں، اس کی وجہ:**

اللہ نے قرآن کی ہدایت، شفا اور رحمت کو مومنوں کے لئے خاص قرار دیا ہے، اس لئے کہ اہل ایمان ہی قرآن پر ایمان لاتے، اس پر عمل کرتے، اس کی ہدایت سے رہنمائی لیتے اور اس کے مواعظ سے نصیحت پکڑتے ہیں، جب کہ کفار قرآن سے روگردانی اور اس کے انکار کی وجہ سے قرآن کی ہدایت اور بھلائی سے محروم رہ جاتے ہیں، جیسا کہ مفسرین نے بیان کیا ہے۔

قتادہ کہتے ہیں: اللہ نے قرآن کو مومنوں کے لئے ہدایت اور بشارت بنایا ہے، اس لئے کہ مومن جب قرآن سنتا ہے تو اسے یاد رکھتا ہے، ذہن ودل میں اسے بساتا ہے، اس سے

(1) تفسیر سعدی: ۳۲۶/۲

فائدہ اٹھاتا ہے ، اس سے اطمینان حاصل کرتا ہے ، اس میں اللہ کے کئے ہوئے وعدوں کی تصدیق کرتا اور اس کا یقین رکھتا ہے "[1]

طبری کہتے ہیں کہ: اگر کوئی ہم سے یہ کہے کہ: کیا اللہ کی کتاب صرف متقیوں اور مومنوں کے لئے ہی نور ہے ؟

اسے یہ جواب دیا جائے گا کہ: ہاں (ایسا ہی ہے کیوں کہ) قرآن کو ہمارے رب نے اس صفت سے متصف کیا ہے ، اگر قرآن متقیوں کے علاوہ بھی کسی کے لئے نور اور مومنوں کے سوا دیگر لوگوں کے لئے بھی ہدایت ہوتا تو اللہ بہ طور خاص متقیوں کے لئے ہی اسے ہدایت نہیں بتاتا ، بلکہ ان تمام لوگوں کے لئے ہدایت بتاتا جن تک دین پہنچ چکا ہے ، لیکن قرآن تو صرف متقیوں کے لئے ہی ہدایت اور مومنوں کے لئے دل کی بیماریوں سے شفا ہے ، اور یہ قرآن جھٹلانے والوں کے کانوں میں ڈاٹ (کی طرح ہے جس کی وجہ سے ان کے دل حق بات سمجھنے سے قاصر اور ان کے کان حق کو سننے سے عاجز ہیں)، منکروں کی بصارت کے لئے

(1) ابن جریر نے اپنی تفسیر میں قتادہ سے یہ قول روایت کیا ہے: (۲/۳۰۰)، ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں: (۱/۱۸۱) اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اسے روایت کیا ہے: (مصدقا لما بین یدیہ وھدی وبشری للمؤمنین) (بقرۃ: ۹۷)، اور امام سیوطی نے الدر المنثور: (۱/۲۲۴) میں اسے روایت کیا ہے۔

تاریکی، کافروں کے خلاف اللہ کی قائم کردہ حجت ہے، مومن اس سے ہدایت یاب ہوتے ہیں اور کافر پر اس کے ذریعہ حجت قائم کی جاتی ہے"(1)

فخر الدین الرازی کہتے ہیں: اگر کوئی یہ سوال اٹھائے کہ: قرآن کی ہدایت اور بشارت کو صرف مومنوں کے لئے ہی خاص کیوں بتایا گیا ہے، جب کہ قرآن تو سب کے لئے ہے؟

تو اس کے جواب کے دو شکلیں ہیں:

پہلی شکل: اللہ نے مومنوں کو یہ خصوصیت اس لئے دی ہے کہ وہی اس کتاب سے ہدایت حاصل کرتے ہیں جیسا کہ اللہ فرماتا ہے:﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝٢﴾ [سورة البقرة:2]. یعنی کہ: قرآن مومنوں کے لئے ہدایت ہے۔

دوسری شکل: قرآن مومنوں کے لئے ہی بشارت ہے، اس لئے کہ بشارت کا مطلب ہے ایسی خبر جس سے بڑا فائدہ حاصل کرنے کی رہنمائی ملے، اور یہ صرف مومنوں کے حق میں ہی ہو سکتا ہے، اس لئے کہ اللہ نے مومنوں کے ساتھ اسے مختص کر دیا ہے"(2)

ابن شنقیطی رحمہ اللہ نے وہ آیتیں ذکر کی ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ قرآنی ہدایت مومنوں کے ساتھ خاص ہے، اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ: اس آیت(3) میں اس کی

(1) تفسیر الطبری:(۱/۲۳۴)

(2) رازی کی کتاب: التفسیر الکبیر:(۳/۲۱۳)

(3) ان کی مراد اللہ کا یہ فرمان ہے:{ذلک الكتاب لاريب فيه هدى للمتقين}[سورة البقرة:2].

وضاحت کی گئی ہے کہ قرآن مومنوں کے لئے ہی ہدایت ہے، آیت کے مفہوم مخالف جسے دلیل خطاب سے جانا جاتا ہے، سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ غیر متقی کے لئے یہ قرآن ہدایت نہیں ہے، اس مفہوم کی وضاحت دوسری آیتوں میں کی گئی ہے، مثلا اللہ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ ءَامَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي ءَاذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى أُولَٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿٤٤﴾﴾ [سورة فصلت:44].

ترجمہ: آپ کہ دیجئے کہ یہ تو ایمان والوں کے لئے ہدایت وشفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں تو (بہرا پن اور) بوجھ ہے اور یہ ان پر اندھا پن ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو کسی بہت دور دراز جگہ سے پکارے جارہے ہیں۔

اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْءَانِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّٰلِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ﴿٨٢﴾﴾ [سورة الإسراء:82].

ترجمہ: یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لئے تو سراسر شفا اور رحمت ہے، ہاں ظالموں کو بجز نقصان کے اور کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔

نیز اللہ فرماتا ہے:

﴿وَإِذَا مَآ أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِۦٓ إِيمَٰنًا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ ءَامَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَٰنًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿١٢٤﴾

وَأَمَّا ٱلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَتۡهُمۡ رِجۡسًا إِلَىٰ رِجۡسِهِمۡ وَمَاتُواْ وَهُمۡ كَٰفِرُونَ ﴾ [سورة التوبة:124-125].

ترجمہ: اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو بعض منافقین کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان کو زیادہ کیا ہے، سو جو لوگ ایمان والے ہیں اس سورت نے ان کے ایمان کو زیادہ کیا ہے اور وہ خوش ہو رہے ہیں۔ اور جن کے دلوں میں روگ ہے اس سورت نے ان میں ان کی گندگی کے ساتھ اور گندگی بڑھا دی اور وہ حالت کفر ہی میں مر گئے۔

اللہ بالا وبرتر فرماتا ہے:

﴿وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنۡهُم مَّآ أُنزِلَ إِلَيۡكَ مِن رَّبِّكَ طُغۡيَٰنًا وَكُفۡرًا ﴿٦٤﴾﴾ [سورة المائدة:64].

ترجمہ: اور جو کچھ تیری طرف تیرے رب کی جانب سے اتارا جاتا ہے وہ ان میں سے اکثر کو تو سرکشی اور کفر میں اور بڑھا دیتا ہے۔ دونوں آیات (۶۴-۶۵ اس کی وضاحت کرتی ہیں)۔[1]

ان تفاسیر کی روشنی میں یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اہل ایمان ہی کیوں قرآن سے ہدایت حاصل کرتے، اس سے شفایاب ہوتے اور اس پر عمل کرتے ہیں، وللہ الحمد والمنۃ علی ذلک۔

(1) أضواء البیان: (۱/۴۵)

- **قرآن سے شفا حاصل کرنے کے تعلق سے آیت کی رہنمائی:**

اللہ نے اس آیت میں یہ بتایاہے کہ قرآن دلوں کے روگ کے لئے شفاہے ، دل ہی شبہات وشہوات ، جہالت ونادانی اور انسان کے غم وہم کی جائے قرار ہے ، انسان کے اچھے اور برے ہونے کا انحصار اس کے دل کی اچھائی اور برائی پر ہے ، اللہ نے اس آیت میں اس کی خبر دی ہے جو کہ ہمارے لئے اس بات کی دلیل ہے کہ دل کی تمام بیماریوں کے لئے قرآن سے شفا حاصل کرنا مشروع ہے ، لہذا جو دل کے روگ سے شفایاب ہونا چاہتاہے اسے چاہئے کہ اس قرآن کی تلاوت میں لگ جائے ، اس (کے احکام) پر عمل پیرا ہو اور اس سے شفا حاصل کرے ، قرآن خالص شفاہے جس میں کسی چیز کا ادنی ترین شائبہ بھی نہیں۔

اس آیت میں ایک لطیف نکتہ یہ ہے کہ : اللہ نے قرآن کو شفاسے متصف کیاہے ، نہ کہ دواسے ، جس کا مطلب ہے کہ جب قرآن سے شفا طلب کی جائے گی تو نتیجہ (ضرور) حاصل ہوگا ، (اس لئے کہ شفا) بیماری کو ختم کرنے کا نام ہے ، بر خلاف دوا کے ، اس لئے کہ دوا کے ذریعہ کبھی کبھار آدمی شفایاب ہوتا اور بیماری بھی دور ہوجاتی ہے ، اور کبھی شفا نہیں بھی حاصل ہوتی ہے۔ ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کے لئے ہے کہ اس نے اپنے کرم اور احسان سے اس قرآن کو ہمارے درمیان باقی رکھا جسے ہم جب چاہتے ہیں پڑھتے اور اس سے شفا حاصل کرتے ہیں ، ہمارے اور قرآن کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں۔

ابن قیم رحمہ اللہ قرآن کی شفا کو ثابت کرتے ہوئے کہتے ہیں: دنیوی واخروی اور قلبی وجسمانی ہر طرح کی بیماریوں سے قرآن شفائے کامل عطا کرتاہے ، تاہم ہر کسی کو قرآن سے

شفا حاصل کرنے کی نہ توفیق ہوتی ہے اور نہ ہر کوئی اس کا اہل ہے، جب بیمار آدمی صدق دلی، ایمان، پوری یکسوئی، اعتقاد جازم اور اس کے شروط کی پابندی کرتے ہوئے قرآن سے اچھے انداز میں شفا حاصل کرے تو کوئی بیماری کبھی بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

بھلا آسمان وزمین کے پالنہار کے کلام سے بیماریاں کیسے مقابلہ کر سکتی ہیں؟ وہ کلام کہ اگر پہاڑوں پر اتارا جاتا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتے، اور اگر زمین پر نازل ہو تا زمین پھٹ پڑتی، دل اور جسم سے متعلق کوئی بھی ایسی بیماری نہیں جس کی دوا، اس کے اسباب اور اس سے بچنے کے اپائے پر قرآن میں رہنمائی نہیں کی گئی ہو، شرط یہ ہے کہ اللہ نے قرآن فہمی سے نوازا ہو، دل کی بیماری اور اس کے اسباب وعلاج کو قرآن میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، اللہ فرماتا ہے: ﴿أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۚ ﴿٥١﴾﴾ [سورة العنكبوت: 51].

ترجمہ: کیا انہیں یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمادی جو ان پر پڑھی جارہی ہے۔

جسے قرآن سے شفانہ مل سکے اسے اللہ کی شفا نہیں مل سکتی، اور جس کے لئے قرآنی شفا ناکافی ہو اس کے لئے اللہ بھی کافی نہیں"۔(1)

- **دوسری آیت:** اللہ کا فرمان ہے:

---

(1) زاد المعاد فی ہدی خیر العباد: (۴/ ۳۵۲)

﴿ وَنُنَزِّلُ مِنَ ٱلْقُرْءَانِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۙ وَلَا يَزِيدُ ٱلظَّـٰلِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ﴿٨٢﴾ ﴾ [سورة الإسراء:82].

ترجمہ: یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لئے سراسر شفا اور رحمت ہے، ہاں ظالموں کو بجز نقصان کے اور کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔

- **آیت کی تفسیر:**

اللہ اپنے بندوں پر اپنے اس عظیم احسان کو بیان کر رہا ہے کہ اس نے ان کے لئے قرآن نازل فرمایا، اسے مومنوں کے لئے خواہشات، شبہات، گمراہی اور تمام تر بیماریوں سے شفا بنایا، اسے ان کے حق میں رحمت اور رحمت الٰہی تک پہنچنے کا ذریعہ بنایا، جبکہ ظالم پسند کافروں کے نقصان، گھاٹا، ہلاکت وگمراہی میں اس سے اضافہ ہی ہوتا ہے۔

طبری اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: " اللہ تعالی فرماتا ہے کہ: اے محمد! ہم آپ پر قرآن نازل کر رہے ہیں جس میں شفا ہے، اس کے ذریعہ جہالت اور گمراہی سے شفا یابی ملتی ہے، مومنوں کو اندھاپن سے بصارت عطا کرتا ہے، اور اللہ نے کافروں کے بجائے مومنوں کے لئے قرآن کو باعث رحمت اس لئے بنایا کہ مومن ہی قرآن میں موجود فرائض الٰہی پر عمل کرتے ہیں، اس کے حلال کردہ امور کو حلال اور حرام کردہ امور کو حرام سمجھتے ہیں، اللہ اس کے ذریعہ جنت میں داخل کرتا اور عذاب سے نجات بخشتا ہے، چنانچہ قرآن اللہ کی طرف سے مومنوں کے لئے رحمت اور نعمت ہے، (ولا يزيد الظالمين إلا خسارا) اللہ کہتا ہے کہ: یہ قرآن جو ہم آپ پر نازل کر رہے ہیں وہ کافروں کے لئے صرف

گھاٹے اور ہلاکت میں زیادتی کا باعث ہے، اس لئے کہ جب جب اللہ کا کوئی حکم یا کسی چیز کی ممانعت نازل ہوتی ہے تو نہ تو وہ حکم کو بجالاتے ہیں اور نہ ہی ممانعت سے باز آتے ہیں، جس کی وجہ سے اللہ نے ان کے اندر جو پہلے سے نقصان موجود تھا اس کو اور بڑھا دیا اور ان کی گندگی میں اور اضافہ کر دیا"۔ (1)

ابن کثیر اس آیت کی تشریح میں مزید لکھتے ہیں: اللہ تعالی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ اس کتاب کے بارے میں یہ خبر دے رہا ہے جس کے نہ آگے سے باطل آسکتا ہے اور نہ پیچھے سے، وہ حکمتوں والے اور خوبیوں والے کی طرف سے نازل کردہ ہے کہ: وہ مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے، یعنی کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالی دل کے اندر پائے جانے والے شک، نفاق، شرک، کجی اور انحرف کو دور کر دیتا ہے، قرآن ان تمام بیماریوں سے شفا عطا کرتا ہے، نیز وہ رحمت بھی ہے جس سے ایمان و حکمت اور خیر کی طلب اور رغبت حاصل ہوتی ہے، یہ اسی کے حق میں ہوتا ہے جو اس پر ایمان لاتا، اس کی تصدیق اور اتباع کرتا ہے، ایسے شخص کے حق میں قرآن شفا اور رحمت ثابت ہوتا ہے، اپنے نفس پر ظلم کرنے والا کافر قرآن سننے کے بعد صرف اس سے دور ہی ہوتا ہے اور اسکا انکار کرتا ہے، آفت خود کافر کے اندر ہے نہ کہ قرآن کا اس میں کوئی قصور ہے"۔ (2)

---

(1) تفسیر طبری: (۱۵/ ۶۲ اور اس کے بعد کی تفسیر)

(2) الکشاف: (۲/ ۳۷۲) تفسیر ابن کثیر: (۹/ ۷۰)

- **فائدہ: اس کی وضاحت کہ پورا قرآن شفا ہے نہ کہ اس کے بعض حصے، اور یہ کہ (وننزل من القرآن ما هو شفاء) میں "مِن" بیانیہ ہے نہ کہ تبعیضیہ:**

اللہ تعالی کے اس فرمان (وننزل من القرآن ما هو شفاء) میں "من" کی نوعیت کے بارے میں مفسرین کے تین اقوال ہیں:

پہلا قول: بیان جنس کے لئے، یہ امام زمخشری، [1] ابن عطیۃ [2] اور ابو البقاء [3] کا قول ہے۔

دوسرا قول: تبعیض کے لئے، یہ حوفی [4] کا قول ہے۔

تیسرا قول: ابتداء غایت کے لئے ہے، ابو حیان [5] اور شوکانی [1] اسی کے قائل ہیں۔

---

(1) تفسیر ابن کثیر: (۹/۷۰)

(2) دیکھیں: المحرر الوجیز: (۵/۵۳۱) دیکھیں: التبیان: (۲/۸۳۰)

(3) دیکھیں: التبیان: (۲/۸۳۰)

(4) یہ علی بن ابراھیم بن سعید، ابو الحسن الحوفی، النحوی ہیں، ان کی ایک اچھی تفسیر ہے، ان کی ایک تالیف اعراب القرآن بھی ہے جو کہ دس جلدوں میں ہے، اور بھی دوسری کتابیں ہیں جنہیں انہوں نے الأدفوی سے اخذ کیا اور ان سے مصر کی ایک جماعت نے حاصل کی، ان کی وفات ۴۳۰ھ میں ہوئی۔ دیکھیں: طبقات المفسرین للسیوطی: (۱/۳۸۸)، سیر أعلام النبلاء: (۱۷/۵۲۱)، مزید دیکھیں: تفسیر البحر المحیط: (۷/۱۰۳) فتح القدیر: (۳/۲۹۵)، وجوہ الإعراب المذکورۃ فی الدر المصون: (۷/۴۰۲)

(5) البحر المحیط: (۷/۱۰۳)

راجح قول: پہلا قول راجح ہے اور وہ یہ ہے کہ "من" اس آیت میں بیان جنس کے لئے ہے، اور پورا قرآن شفا ہے جیسا کہ ابن قیم، (2) اور شنقیطی (3) وغیرہ نے قطعیت کے ساتھ اسے بیان کیا ہے، درج ذیل آیات بھی اس پر دلالت کرتی ہیں:

١-اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدۡ جَآءَتۡكُم مَّوۡعِظَةٞ مِّن رَّبِّكُمۡ وَشِفَآءٞ لِّمَا فِي ٱلصُّدُورِ وَهُدٗى وَرَحۡمَةٞ لِّلۡمُؤۡمِنِينَ ٥٧﴾ [سورة يونس:57].

ترجمہ: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لئے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے۔

اس آیت میں اللہ نے بتایا ہے کہ پورا قرآن ہی دلوں کے روگ کے لئے شفا ہے، ایسا نہیں کہا کہ بعض حصہ شفا ہے اور بعض حصہ نہیں۔

٢-اللہ کا ارشاد ہے:

---

(1) فتح القدیر: (٣/٢٩٥)، وجوه الإعراب المذكورة في الدر المصون: (٧/٤٠٢)

(2) زاد المعاد: (٤/٣٥٢، ١٧٧)

(3) أضواء البيان: (٣/٦٢٤)

﴿وَلَوْ جَعَلْنَٰهُ قُرْءَانًا أَعْجَمِيًّا لَّقَالُوا۟ لَوْلَا فُصِّلَتْ ءَايَٰتُهُۥٓ ۖ ءَا۬عْجَمِىٌّ وَعَرَبِىٌّ ۗ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ هُدًى وَشِفَآءٌ ۖ وَٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِىٓ ءَاذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِن مَّكَانٍۭ بَعِيدٍ ﴿٤٤﴾﴾ [سورة فصلت:44].

ترجمہ: اور اگر ہم اسے عجمی زبان کا قرآن بناتے تو کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف بیان کیوں نہیں کی گئیں؟ یہ کیا کہ عجمی کتاب اور عربی رسول؟ آپ کہ دیجئے کہ یہ تو ایمان والوں کے لئے ہدایت و شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں تو (بہرا پن اور) بوجھ ہے اور یہ ان پر اندھاپن ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو کسی بہت دور دراز جگہ سے پکارے جارہے ہیں۔

وجہ استدلال: اللہ نے اپنے نبی کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ یہ بتادیں کہ یہ قرآن پورا کا پورا مومنوں کے لئے ہدایت اور شفا ہے، یہ دونوں آیتیں (پورے قرآن کے بارے میں) عام ہیں، انہیں بغیر دلیل کے (قرآن کے کچھ حصے کے ساتھ) خاص نہیں کیا جاسکتا، جب کہ تخصیص کی کوئی دلیل نہیں ہے، بلکہ ان دونوں آیتوں سے سورہ اسراء کی آیت:

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ ٱلْقُرْءَانِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۙ وَلَا يَزِيدُ ٱلظَّٰلِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ﴿٨٢﴾﴾ [سورة الإسراء:82] کی پوری وضاحت ہو جاتی ہے۔

- **یہ آیت قرآن سے شفا حاصل کرنے پر دلالت کرتی ہے:**

یہ آیت اس بات پر دال ہے کہ پورا کا پورا قرآن کریم مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے، شفا کی حقیقت ہے بیماری کا (بالکلیہ) خاتمہ، چوں کہ اللہ نے قرآن کو بیماریوں کو (جڑ

سے) ختم کرنے والی شفا بنایا ہے، اس لئے اس سے شفا حاصل کرنے کی مشروعیت کا پتہ چلتا ہے، قرآن کی تصدیق کرنے اور اس پر ایمان لانے کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کے احکام پر عمل کیا جائے، ان احکام میں سے یہ بھی ہے کہ جن آیات میں قرآن کو شفا کہا گیا ہے ان کی تصدیق کرتے ہوئے اور ان پر ایمان لاتے ہوئے قرآن کے ذریعہ ہر قسم کے روگ اور بیماری سے شفا حاصل کی جائے۔

ابن قیم فرماتے ہیں کہ: بعض کلام ایسے ہوتے ہیں جن کی کچھ خاصتیں اور آزمودہ منافع ہوتے ہیں، تو دونوں جہان کے پالنہار کے کلام کا کیا کہنا؟ جو تمام کلام پر اسی طرح فضیلت رکھتا ہے جو فضیلت اللہ کو اپنی مخلوق پر حاصل ہے، وہ کلام شفائے کامل، نفع بخش حفاظت، ہدایت بخش نور اور رحمت عامہ ہے جسے اگر پہاڑ پر اتارا جاتا تو اس کی عظمت وجلال سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتا، اللہ فرماتا ہے:

﴿ وَنُنَزِّلُ مِنَ ٱلْقُرْءَانِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٢﴾ ﴾ [سورة الإسراء: 82] یعنی کہ: یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لئے سراسر شفا اور رحمت ہے۔ اس آیت میں صحیح ترین اقوال کی روشنی میں "مِن" بیان جنس کے لئے ہے، نہ کہ تبعیض کے لئے"۔(1)

- **تیسری آیت:** اللہ تعالی فرماتا ہے:

(1) زاد المعاد فی هدی خیر العباد: (۴/۱۷۷)

﴿وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَّقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ ۖ أَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ ۗ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ ۖ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ أُولَٰئِكَ يُنَادَوْنَ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿٤٤﴾﴾ [سورة فصلت:44].

ترجمہ: اور اگر ہم اسے عجمی زبان کا قرآن بناتے تو کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف بیان کیوں نہیں کی گئیں؟ یہ کیا کہ عجمی کتاب اور عربی رسول؟ آپ کہہ دیجئے کہ یہ تو ایمان والوں کے لئے ہدایت وشفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں تو (بہراپن اور) بوجھ ہے اور یہ ان پر اندھاپن ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو کسی بہت دور دراز جگہ سے پکارے جا رہے ہیں۔

- **آیت کی تفسیر:**

اللہ نے اس آیت کریمہ میں کافروں کی شدید سرکشی، قرآن سے ان کے اعراض برتنے اوراس پر ان کے ایمان نہ لانے کو بیان کیا ہے، قرآن کو اگر عجمی زبان میں نازل کیا گیا ہوتا تو وہ کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف کیوں نہیں بیان کی گئیں؟ جس طرح عربی زبان میں قرآن ہونے کے باوجود وہ اس پر ایمان نہیں لائے اسی طرح اگر قرآن عجمی زبان میں بھی ہوتا تو وہ اس پر ایمان لانے والے نہیں تھے۔

ابن کثیر کہتے ہیں: جب اللہ تعالی نے قرآن کی فصاحت وبلاغت اور اس کے الفاظ ومعانی کی پختگی کو بیان فرمایا جس کے باوصف بھی مشرکین اس پر ایمان نہیں لائے، تو اللہ نے یہ

وضاحت بھی کی کہ کافروں کے انکارِ قرآن کی وجہ ان کی سرکشی اور دشمنی کے سوا کچھ بھی نہیں، جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

﴿ وَلَوْ نَزَّلْنَٰهُ عَلَىٰ بَعْضِ ٱلْأَعْجَمِينَ ﴿١٩٨﴾ فَقَرَأَهُۥ عَلَيْهِم مَّا كَانُوا۟ بِهِۦ مُؤْمِنِينَ ﴿١٩٩﴾ ﴾ [سورة الشعراء:198-199].

ترجمہ: اور اگر ہم اسے عجمی شخص پر نازل فرماتے۔ پس وہ ان کے سامنے اس کی تلاوت کرتا تو یہ اسے باور کرنے والے نہ ہوتے۔

عین اسی طرح اگر ہم پورے کا پورا قرآن عجمی زبان میں بھی نازل کر دیتے تو وہ اپنی سرکشی اور عناد سے یہی کہتے کہ:

{لَوْلَا فُصِّلَتْ ءَايَٰتُهُۥٓ ۖ ءَا۬عْجَمِىٌّ وَعَرَبِىٌّ} یعنی کہ: اس کی آیتیں صاف صاف کیوں نہیں بیان کی گئیں؟

یعنی وہ یہ کہتے کہ صاف صاف عربی زبان میں کیوں نہیں نازل کیا گئی، اور اس کا انکار کر بیٹھتے، اور کہتے کہ: یہ کیا کہ عجمی کتاب اور عربی رسول؟ یعنی کہ: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مخاطب تو عربی ہو لیکن اس کے اوپر ایک ایسا عجمی کلام نازل ہو جسے وہ سمجھنے سے قاصر ہو؟! یہی معنی ابن عباس، مجاہد، عکرمہ، سعید بن جبیر اور سدی وغیرہم سے مروی ہے"[1]

پھر اللہ نے فرمایا:

(1) تفسیر ابن کثیر: (12/246)

﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ هُدًى وَشِفَآءٌ ۖ وَٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِىٓ ءَاذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِن مَّكَانٍۭ بَعِيدٍ ﴿٤٤﴾﴾ [سورة فصلت: 44].

ترجمہ: آپ کہ دیجئے کہ یہ تو ایمان والوں کے لئے ہدایت اور شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے انکے کانوں میں تو (بہراپن اور) بوجھ ہے اور یہ ان پر اندھاپن ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو کسی بہت دور دراز جگہ سے پکارے جارہے ہیں۔

اللہ صاحب جلال ورفعت بیان کر رہا ہے کہ قرآن مومنوں کے لئے ہدایت ہے جس کے ذریعہ وہ گمراہی سے ہدایت کا راستہ پاتے ہیں اور وہ ان کے جسم کو حسی بیماریوں اور ان کے دلوں کو شبہات وشہوات اور جہالت سے شفایاب کرتا ہے۔

ابن کثیر کہتے ہیں کہ: اللہ صاحب عزت وجلال فرماتا ہے:

﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ هُدًى وَشِفَآءٌ﴾ یعنی کہ: اے محمد! آپ کہ دیجئے کہ یہ قرآن ایمان والوں کے دلوں کے لئے ہدایت ہے اور شکوک وشبہات کے روگ سے شفا عطا کرتا:

﴿وَٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِىٓ ءَاذَانِهِمْ وَقْرٌ﴾ یعنی: جو ایمان نہیں لاتے وہ اس کے احکام کو سمجھ بھی نہیں سکتے، ﴿وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ﴾ یعنی: وہ اس کے اندر بیان کردہ امور کا ادراک نہیں کرپاتے، جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

﴿ وَنُنَزِّلُ مِنَ ٱلْقُرْءَانِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ ٱلظَّٰلِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ﴿٨٢﴾ ﴾ [سورة الإسراء:82].

ترجمہ: آپ کہ دیجئے کہ یہ تو ایمان والوں کے لئے ہدایت اور شفا ہے۔ہاں ظالموں کو بجز نقصان کے اور کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔

﴿أُوْلَٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِن مَّكَانٍۭ بَعِيدٍ ﴾ کی تفسیر میں مجاہد کہتے ہیں کہ: اس سے یہ مراد ہے کہ: (قرآن) ان کے دلوں سے دور ہے، ابن جریر کہتے ہیں: اس کا معنی یہ ہے کہ: ان کو مخاطب کرنے والا گویا کسی دور دراز جگہ سے انہیں پکار رہا ہو، اور وہ اس کی بات نہ سمجھ پا رہے ہوں، میرا کہنا ہے کہ: یہ اللہ تعالی کے اس فرمان کی طرح ہے:

﴿ وَمَثَلُ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ كَمَثَلِ ٱلَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَآءً وَنِدَآءً ۚ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٧١﴾ ﴾ [سورة البقرة:171]. ترجمہ: کفار کی مثال ان جانوروں کی طرح ہے جو اپنے چرواہے کی صرف پکار اور آواز ہی کو سنتے ہیں (سمجھتے نہیں) وہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں، انہیں عقل نہیں۔

ضحاک کہتے ہیں کہ: قیامت کے دن انہیں بدترین ناموں سے پکارا جائے گا"[1]۔

شیخ سعدی کہتے ہیں: اللہ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ ءَامَنُواْ هُدًى وَشِفَآءٌ ۖ ﴾ [سورة فصلت:44].

---

(1) تفسیر ابن کثیر: (12/247)

یعنی کہ: قرآن انہیں رشد وراستی اور راہ مستقیم کی ہدایت دیتاہے اور انہیں وہ نفع بخش علوم سکھاتا ہے جن سے ہدایت تامہ حاصل ہوتی ہے اورانہیں جسمانی اور قلبی بیماریوں سے شفایابی ہوتی ہے ، اس لئے کہ قرآن برے اخلاق اور بدترین اعمال سے روکتا ہے ، توبۃ النصوح پر ابھارتا ہے جس سے گناہ دھل جاتے اور دل شفایاب ہوجاتا ہے ، جو قرآن پر ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں بوجھ ہے اوروہ قرآن سننے سے بہرے اور (اسے قبول کرنے سے) منحرف ہیں ، قرآن کافروں پر اندھاپن ہے جس کی وجہ سے وہ نہ تو رشد وراستی کو دیکھ پاتے ہیں اور نہ انہیں ہدایت نصیب ہوتی ہے ، قرآن ان کی گمراہی کو اور بڑھادیتاہے ، اس لئے کہ جب وہ حق کو مسترد کرتے ہیں تو ان کے اندھے پن اور گمراہی میں اور زیادتی ہوجاتی ہے۔ ﴿أُوْلَـٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِن مَّكَانٍۭ بَعِيدٍ﴾ یعنی کہ: انہیں ایمان کی طرف پکارا اور بلایا جاتا ہے لیکن وہ کان نہیں دھرتے ، ان کی مثال ایسے ہی ہے کہ کسی کو اتنی دور دراز جگہ سے پکاراجائے کہ وہ نہ تو منادی کو سن سکے اور نہ اس کاجواب دے سکے ، مقصود یہ کہ: جو لوگ قرآن پر ایمان نہیں لاتے وہ اس کی ہدیت وراہنمائی سے مستفید نہیں ہوسکتے ، نہ اس کے نور سے بصیرت حاصل کرسکتے ہیں اور نہ ہی اس سے ان کو کوئی بھلائی مل سکتی ہے ، اس لئے کہ ایسے لوگ اپنے کفر وعناد اور اعراض وانحراف کی وجہ سے اپنے سامنے ہدایت کے راستے مسدود کرلیتے ہیں"۔[1]

(1) تفسیر سعدی: (۴/۴۰۳)

- **فائدہ: اس کا بیان کہ قرآن کی شفا دل کی بیماریوں تک محدود نہیں ہے، بلکہ دل اور جسم ساری بیماریوں کے لئے عام ہے، اس مسئلہ میں علماء کے دو اقوال ہیں:**

پہلا قول: حسن کہتے ہیں: قرآن صرف دل کی بیماریوں کے لئے شفا ہے"۔[1]

دوسرا قول: جمہور کی رائے ہے کہ قرآن دل کے روگ کے ساتھ ساتھ جسمانی بیماریوں کے لئے بھی شفا ہے[2] اور یہی راجح قول بھی ہے، اس لئے کہ الفاظ کی دلالت کے سلسلے میں قاعدہ یہی ہے کہ انہیں عموم پر محمول کیا جائے، اسے الفاظ کے بعض حصوں کے ساتھ خاص کرنے کے لئے مدعی کے مطابق دلیل ہونی ضروری ہے، جو آیتیں قرآن کے شفا ہونے پر دلالت کرتی ہیں، انہیں عموم پر محمول کرنا ہی درست ہے، کیوں کہ پورا قرآن شفا ہے، ساتھ ہی وہ ہر بیماری کی شفا ہے، خواہ دل کی بیماریاں ہوں یا جسم کی، اس قول کے راجح ہونے کی تائید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی، فعلی اور اس تقریری حدیث سے بھی ہوتی ہے جس

---

(1) دیکھیں: روح المعانی: (۱۱/۱۴۰)، البحر المحیط: (۶/۷۴)، الدر المنثور: (۴/۳۶۶)

(2) ابن قیم نے زاد المعاد: (۴/۳۵۲) میں، شنقیطی نے أضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن: (۳/۶۲۴) میں، سمرقندی نے بحر العلوم: (۲/۲۸۱) میں، رازی نے التفسیر الکبیر: (۲۱/۳۵) میں، آلوسی نے اپنی تفسیر: (۱۵/۱۴۵) میں، ابو حیان نے البحر المحیط: (۶/۷۴) اور (۷/۱۰۴) میں، ماوردی نے اپنی تفسیر: (۳/۲۶۸) میں، قرطبی نے الجامع لأحکام القرآن: (۱۰/۳۱۶) میں، ابن الجوزی نے زاد المسیر: (۷/۲۶۳) میں، شوکانی نے فتح القدیر: (۳/۲۵۹) میں اور قاسمی نے اپنی تفسیر: (۱۰/۳۹۷۸) میں اس قول کو ذکر کیا ہے۔

کے اندر آپ نے صحابہ کا جسمانی امراض سے قرآن کے ذریعہ شفا حاصل کرنے کی تائید کی، جس کی تفصیل دوسرے باب میں آرہی ہے اوروہ ہے (قرآن سے شفا حاصل کرنے پر دلالت کرنے والی احادیث اور ان کی تشریح)۔

- **یہ آیت قرآن سے شفا حاصل کرنے پر دلالت کرتی ہے:**

یہ آیت کریمہ اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن کریم مومنوں کے لئے ہدایت ہے جس کے ذریعہ وہ گمراہی سے ہدایت اور ہر طرح کی بیماری سے شفا حاصل کرتے ہیں، برخلاف کافروں کے، کیوں کہ قرآن ان کے کانوں میں بوجھ کی طرح ہے اور اس سے ان کے اندھاپن اور حق سے دوری میں اور اضافہ ہی ہوتا ہے، یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس قرآن عظیم سے ہدایت اور شفا حاصل کرنے کے لئے اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

- **دوسرا حصہ: قرآن سے شفایابی پر دلالت کرنے والی احادیث اور ان کی تشریح:**

قرآن سے شفا حاصل کرنے کی مشروعیت پر دلالت کرنے والی نبی صلی اللہ کی قولی، فعلی اور تقریری ہر طرح کی احادیث موجود ہیں، ذیل میں کچھ احادیث ذکر کی جارہی ہیں:

- **پہلی حدیث:** حضرت سعید خدری رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت ہے ، وہ کہتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم سفر میں تھے۔ دوران سفر عرب کے ایک قبیلہ کے پاس انہوں نے پڑاوٴڈالا۔ صحابہ نے چاہا کہ قبیلہ والے انہیں اپنا مہمان بنالیں، لیکن انہوں نے مہمانی نہیں کی، بلکہ صاف انکار کر دیا۔ اتفاق سے اسی قبیلہ کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا[1]، قبیلہ والوں نے ہر طرح کی کوشش کر ڈالی، لیکن ان کا سردار اچھا نہ ہوا۔ ان کے کسی آدمی نے کہا کہ چلو ان لوگوں سے بھی پوچھیں جو یہاں آکر اترے ہیں۔ ممکن ہے کوئی دم کرنے یا جھاڑنے کی چیز ان کے پاس ہو۔ چنانچہ قبیلہ والے ان کے پاس آئے اور کہا کہ بھائیو! ہمارے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے۔ اس کے لیے ہم نے ہر قسم کی کوشش کر ڈالی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کیا تمہارے پاس کوئی چیز دم کرنے کی ہے؟ ایک صحابی [2] نے کہا کہ قسم اللہ کی میں اسے دم کر دوں گا لیکن ہم نے تم سے میزبانی کے لیے کہا تھا اور تم نے اس سے انکار کر دیا۔ اس لیے اب میں بھی اجرت[3] کے بغیر نہیں جھاڑ سکتا، آخر

---

(1) بعض روایتوں میں آیا ہے کہ انہیں بچھو کاٹ لیا تھا، دیکھیں: مسند امام احمد: (۱۷/ ۱۲۴)حدیث نمبر: (۱۱۰۷۰)اور سنن ترمذی: (۴/ ۳۹۸)حدیث نمبر: (۲۰۶۳)

(2) یہ صحابی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں جیسا کہ مسند احمد اور ترمذی کی روایتوں میں اس کی صراحت آئی ہے۔

(3) (حدیث میں اجرت کے لئے) جُعل (کا لفظ آیا ہے) جس کے معنی ہیں: وہ اجرت جو کسی کام پہ کسی کو دی جاتی ہے، دیکھیں: عون المعبود: (۱۰/ ۲۸۰)

بکریوں کے ایک گلے[1] پر ان کا معاملہ طے ہوا۔ وہ صحابی وہاں گئے اور «الحمد للہ رب العالمین»[2] پڑھ پڑھ کر دم کیا۔ پھر ایسا معلوم ہوا جیسے کسی کی رسی کھول دی گئی ہو[3]۔ وہ سردار اٹھ کر چلنے لگا، تکلیف و درد کا نام و نشان بھی باقی نہیں تھا[4]۔ بیان کیا کہ پھر انہوں نے طے شدہ اجرت صحابہ کو ادا کر دی۔ کسی نے کہا کہ اسے تقسیم کر لو، لیکن جنہوں نے جھاڑا تھا،

---

(1) صحابہ کے قافلے میں جتنی تعداد تھی اسی حساب سے بکری بھی تیس دی گئی تھیں، جیسا کہ مسند احمد: (۱۷/ ۱۲۴) حدیث نمبر: (۱۱۰۷۰) میں، سنن ترمذی: (۴/ ۳۹۸) حدیث نمبر: (۲۰۶۳) میں، السنن الکبری: (۴/ ۲۶۴) حدیث نمبر: (۷۵۳۲) میں اور سنن ابن ماجہ: (۲/ ۷۲۹) حدیث نمبر: (۲۱۵۶) میں اس کا ذکر آیا ہے، تاہم ترمذی میں بکریوں کی تعداد ذکر نہیں کی گئی ہے۔

(2) مسند احمد: (۱۷/ ۱۲۴) حدیث نمبر: (۱۱۰۷۰) میں، سنن ترمذی: (۴/ ۳۹۹) حدیث نمبر: (۲۰۶۴) میں اور سنن ابن ماجہ: (۲/ ۷۲۹) حدیث نمبر: (۲۱۵۶) میں آیا ہے کہ انہوں نے سات دفعہ سورہ فاتحہ پڑھ (کر دم کیا)۔

(3) (حدیث میں نشط العقال کا لفظ آیا ہے) نشط: نون کے ضمے اور شین کے کسرے کے ساتھ، جس کے معنی ہیں: جلدی سے کھلنا یا کھڑا ہو جانا، عقال: عین کے کسرے اور قاف کے ساتھ، اس کے معنی ہیں: وہ رسی جس سے چوپایوں کے ہاتھ باندھے جاتے ہیں، دیکھیں: فتح الباری: (۴/ ۵۳۲)

(4) (حدیث میں قلبۃ کا لفظ آیا ہے) قَلَبَۃ: تین فتحوں کے ساتھ، جس کے معنی ہیں: بیماری، بیماری کو (عربی میں) قلبۃ بھی کہا جاتا ہے، اس لئے کہ جسے بیماری لاحق ہوتی ہے اس کی بیماری کی جگہ معلوم کرنے کے لئے الٹا پلٹا کر چیک کیا جاتا ہے، دیکھیں: سابق مرجع

وہ بولے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پہلے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کر لیں۔ اس کے بعد دیکھیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا حکم دیتے ہیں۔ چنانچہ سب حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ بھی ایک رقیہ ہے؟ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا۔ اسے تقسیم کر لو اور ایک میرا حصہ بھی لگاؤ۔ یہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ (1)

- **دوسری حدیث:**

امام بخاری، دار قطنی، ابن حبان اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ: چند صحابہ (2) عرب کے ایک قبیلہ سے گزرے جس کے ایک شخص کو بچھو کاٹ لیا تھا (لدیغ یا سلیم،

(1) اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے، دیکھیں: فتح الباری: (۵۲۹/۴) حدیث نمبر: (۲۲۷۶)، اس کے علاوہ بھی مختلف جگہوں پر صحیح بخاری میں یہ حدیث وارد ہوئی ہے: دیکھیں: (۵۰۰۷، ۵۷۳۶، ۵۷۴۹)، مسلم نے اسے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے: (۱۷۲۷/۴) حدیث نمبر: (۲۲۰۱)، اللؤلؤ والمرجان: (۶۲/۳) حدیث نمبر: (۱۴۲۰)

(2) ابن عباس کی حدیث میں وارد یہ قصہ وہی قصہ ہے جسے ابو سعید خدری نے گزشتہ حدیث میں بیان کیا ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۵۳۳/۴) میں اس کو

راوی کو ان دونوں الفاظ کے متعلق شبہ تھا) ۔ قبیلہ کا ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا: کیا آپ لوگوں میں کوئی دم کرنے والا ہے۔ ہمارے قبیلہ میں ایک شخص کو بچھو کاٹ لیا ہے، چنانچہ صحابہ کی اس جماعت میں سے ایک صحابی اس شخص کے ساتھ گئے اور چند بکریوں کی شرط کے ساتھ اس شخص پر سورۃ فاتحہ پڑھی، اس سے وہ اچھا ہو گیا، وہ صاحب شرط کے مطابق بکریاں اپنے ساتھیوں کے پاس لائے تو انہوں نے اسے قبول کرنا پسند نہیں کیا اور کہا کہ اللہ کی کتاب پر تم نے اجرت لے لی۔ آخر جب سب لوگ مدینہ آئے تو عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ان صاحب نے اللہ کی کتاب پر اجرت لے لی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن چیزوں پر تم اجرت لے سکتے ہو ان میں سب سے زیادہ اس کی مستحق اللہ کی کتاب ہی ہے۔ (1)

واضح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: بعض شارحین حدیث کا اس قصہ کو تعدد پر محمول کرتے ہوئے یہ کہنا (حقیقت سے) بہت دور ہے کہ: ابو سعید خدری نے دو قصہ روایت کیا ہے: ایک میں دم کرنے والے وہ خود تھے اور دوسرے میں کوئی دوسرے صحابی، (یہ اس لئے بھی درست نہیں ہے کہ) دونوں روایتوں کا مخرج، سیاق اور سبب ایک ہی ہے، اس کی تردید کے لئے بس اتنا کافی ہے کہ: روایتیں اصولی طور پر تعدد پر محمول نہیں کی جاتیں اور یہاں تعدد پر محمول کرنے کی کوئی وجہ بھی نہیں ہے، اس لئے کہ تعدد پر محمول کئے بنا ہی دونوں روایتوں میں تطبیق ممکن ہے"

(1) اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے، دیکھیں: (فتح الباری: ۱۰/۲۰۹) حدیث نمبر: (۵۷۳۷)، دار قطنی نے اپنے سنن میں (۳/۶۵)، ابن حبان نے اپنی

- **یہ حدیث قرآن سے شفا حاصل کرنے پر دلالت کرتی ہے:**

اس حدیث کے دونوں طرق اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ قرآن کریم سے شفا حاصل کرنا مشروع اور درست ہے، کئی وجہوں سے یہ دلالت سمجھ میں آتی ہے:

پہلی وجہ: جسے سانپ ڈس لیا تھا اس کے اوپر ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے سورہ فاتحہ پڑھ (کر دم کیا)، اسے شفا بھی مل گئی، وہ اٹھ کر فوراً ایسے چلنے لگا گویا اسے رسی سے کھول دیا گیا ہو، اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ یہ عظیم سورت مریض کے لئے کس قدر سریع التاثیر ہے، اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شفا ہے۔

دوسری وجہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے اس عمل کی تائید کی اور فرمایا: "تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ بھی ایک رقیہ ہے؟"۔

تیسری وجہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "أصبتم" (تم نے درست کیا) اور ایک روایت کے مطابق " أحسنتم"[1] (تم نے بہت اچھا کیا) کہ کر صحابہ کے عمل کو درست قرار دیا اور ان کی تحسین کی۔

صحیح میں: (۱۱/۵۴۶) حدیث نمبر: (۵۱۴۶) اور امام بیہقی نے السنن الکبری میں (۱/۴۳۰) حدیث نمبر: (۲۱۰۱) اسے روایت کیا ہے۔

(1) یہ لفظ سنن ابو داؤد کی روایت میں آیا ہے: (۳/۲۶۵) حدیث نمبر: (۳۴۱۸) اور امام بیہقی نے بھی اسے السنن الکبری میں روایت کیا ہے: (۶/۱۹۹) حدیث نمبر: (۱۲۴۸۱)

چوتھی وجہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے کہا کہ اجرت میں سے آپ کے لئے بھی ایک حصہ لگائیں جس سے اس کے مکمل حلال ہونے اور جس وجہ سے انہیں اجرت ملی تھی اس کے مشروع ہونے کی دلیل فراہم ہوتی ہے اور وہ ہے کتاب الٰہی سے شفا اور علاج حاصل کرنا۔

پانچویں وجہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اللہ کی کتاب سے شفا حاصل کرنے کو جائز سمجھا جب کہ ان کے پاس اس وقت اس کی کوئی دلیل نہیں تھی جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جواب سے پتہ چلتا ہے کہ:" وما يدريك أنها رقية؟"(تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ رقیہ ہے؟)ابوسعید خدری نے کہا:"شيئ نفث في روعي"(یہ ایک ایسی چیز ہے جو میرے دل میں ڈال دی گئی)[1]، ابن حبان کی روایت میں ہے کہ: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ رقیہ ہے، لیکن اللہ نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی"۔[2]

چھٹی وجہ: جب صحابہ نے آپ کو یہ بتایا کہ انہوں نے رقیہ کے بدلے اجرت لی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن چیزوں پر تم اجرت لے سکتے ہو ان میں سب سے زیادہ اس کی

(1) جیسا کہ مسند احمد (۱۸/ ۵۰) حدیث نمبر :(۱۱۴۷۲) میں اور سنن دار قطنی : (۳/ ۶۴) میں آیا ہے، "روعي" -راء کے ضمہ کے ساتھ- کے معنی ہیں: میرے دل کے اندر (یہ بات ڈال دی گئی)، دیکھیں: شرح الحدیث المنتقی فی مبعث النبی المصطفی:(۱/ ۷۲)

(2) صحیح ابن حبان:(۱۳/ ۴۷۷)حدیث نمبر:(۶۱۱۲)

مستحق اللہ کی کتاب ہی ہے" ، یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قرآن کریم کے ذریعہ شفا طلب کرنا مشروع ہے ، صحابہ کے اس عمل (کے درست ہونے کا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اقرار فرمایا، بلکہ جمہور اہل علم [1] نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ قرآن کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے ، تو بھلا وہ چیز کیسے جائز نہیں ہوگی جس کے سبب آپ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی اور وہ ہے اجرت لے کر کتاب اللہ کے ذریعہ جھاڑ پھونک (رقیہ) کرنا۔

ساتویں وجہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ صحابہ نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رقیہ کے عوض اجرت لینے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے صحابہ سے فرمایا: "ان سے اجرت لے لو" [2]، آپ کا یہ حکم اس بات کی دلیل ہے کہ (رقیہ کے عوض) اجرت لینا اور جس وجہ سے صحابہ نے ایسا کیا وہ کام بھی مشروع ہے ، اور وہ ہے سورہ فاتحہ کے ذریعہ علاج اور دم کرنا۔

ابن حبان کہتے ہیں کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اجرت لے لو"، اس سے آپ کا مقصود یہ تھا کہ لی ہوئی یہ چیز بھی جائز ہے اور مستقبل میں اس کا استعمال بھی جائز ہے ، اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے سے پہلے ہی صحابی نے بکریاں لے لی تھی اور آپ

---

(1) حافظ ابن حجر نے فتح الباری: (۴/ ۵۳۰) میں اور امام نووی نے شرح مسلم (۱۴/ ۱۸۸) میں یہ قول ذکر کیا ہے۔

(2) مسلم نے اپنی صحیح میں اسے روایت کیا ہے: (۴/ ۱۷۲۷) حدیث نمبر: (۲۲۰۱)

کے پاس آنے کے بعد آپ سے جب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: "لے لو" جس کا مقصد یہ تھا کہ ماضی میں اس کا لینا بھی جائز ہے اور مستقبل میں اس کا استعمال بھی جائز ہے"۔[1]

آٹھویں وجہ: صحابہ نے جب آپ کو یہ بتایا کہ انہوں نے اجرت لی ہے تو آپ کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی اور آپ نے اس کا اقرار کرتے ہوئے فرمایا: "تجھے کیسے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ رقیہ ہے؟"،[2] اجرت لینے کا اقرار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ جس کی وجہ سے اجرت لی گئی وہ بھی مشروع ہے، اور وہ ہے قرآن کے ذریعہ شفا طلب کرنا۔

نویں وجہ: صحابہ کا بیان ہے کہ: ہم میں سے ایک ایسا شخص اٹھا جس کے بارے میں ہم سوچ بھی نہیں تھے کہ اسے رقیہ (جھاڑ پھونک) کرنا آتا ہے"[3]، اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ یہی سمجھتے تھے کہ اس صحابی کو رقیہ نہیں آتا تھا، اس کے باوجود انہوں نے سورہ فاتحہ پڑھ کر مریض کو دم کرنے پر صحابہ کی نکیر نہیں کی، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کتاب

---

(1) دیکھیں: صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان: (۱۳/۴۷۶)

(2) جیسا کہ بخاری کی اس روایت میں ہے جسے امام بخاری نے کتاب الطب میں باب الرقی بفاتحۃ الکتاب کے تحت روایت کیا ہے، دیکھیں: فتح الباری: (۱۰/۲۰۸) حدیث نمبر: (۵۷۳۶)

(3) مسلم: (۴/۱۷۲۸)، مسلم کے علاوہ دوسری کتابوں میں "ما کنا نظنہ" کی جگہ "ما کنا نأبنہ" آیا ہے، دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔

الہی کے ذریعہ شفا حاصل کرنا صحابہ کے درمیان ایک مسلم بات تھی جیسا کہ قرآن کے ظاہری نص سے بھی پتہ چلتا ہے۔

- ابن قیم رحمہ اللہ نے سورہ فاتحہ سے شفا طلب کرنے کی مشروعیت کو ثابت کرتے ہوئے یہ حدیث ذکر کی ہے اور اس کے بعد لکھا ہے کہ: سورہ فاتحہ کا کیا کہنا کہ اس کی کوئی مثال ہی نہیں؟ تورات وانجیل اور زبور کسی میں بھی اس شان وعظمت کی سورت نازل نہیں ہوئی، وہ تمام ادیان سماویہ کے معانی کو شامل ہے، اس کے اندر اسماء الٰہی میں بنیادی اسماء کا ذکر ہے، اللہ کی صفات کا اکٹھا بیان ہے، اور وہ ہیں اللہ، رب، رحمان اور رحیم، اس کی آیات میں معاد کا ثبوت ہے، توحید ربوبیت اور توحید الوہیت دونوں ہی کا اس میں ذکر ہے اور اس عاجزی کا بیان ہے کہ انسان اعانت وہدایت کی طلب میں پوری طرح اپنے رب کا محتاج ہے، اپنی ان خصوصیات میں وہ یگانہ ہے، اس میں سب سے عمدہ، سب سے نافع اور ضروری دعا کا بھی ذکر ہے، اور یہ اشارہ ہے کہ انسان کو سب سے زیادہ صحیح اور سیدھے راستے کی ضرورت ہوتی ہے، کمال معرفت الٰہی، کمال توحید اور کمال عبادت، اللہ نے جو کرنے کا حکم دیا اس کی تعمیل اور جس سے روکا اس سے اجتناب اور موت کی گھڑی تک اسی پر برقرار رہنا، سبھی چیزیں اس میں بدرجہ اتم موجود ہیں، اس میں وہ مضامین بھی شامل ہیں جن میں خلائق کی تقسیم کا ذکر ہے اور اپنے منعم حقیقی کی جانب سے معرفت حق کے حصول کے بعد اس کی محبت وایثار کے مطابق جو اس پر عمل کرے اس کے انعام یافتہ ہونے اور جو معرفت حق کے بعد بھی پھر جائے ان کے مغضوب ہونے کا ذکر ہے، اور جو حق کو پہچان نہ سکیں ان کے گمراہ ہونے کا بیان ہے، اور خلائق کی تقسیم تو یہی ہو سکتی ہے، نیز اس کے اندر تقدیر کو ثابت کیا گیا ہے، شریعت کو پیش کیا گیا ہے اور اسماء الٰہی، صفات الٰہی، معاد، نبوت، نفوس کی پاکیزگی،

دلوں کی اصلاح، اور عدل واحسان الٰہی کا ذکر آیا ہے اور اہل بدعت اور باطل پرستوں کی تردید کی گئی ہے.... بہر حال سورہ فاتحہ میں اخلاصِ عبودیت، اللہ تعالی کی بڑائی، تمام امور اسی کے سپرد کرنے، اسی سے استعانت اور اسی پر توکل اور اسی سے ایسی نعمت کی طلب کی گئی ہے جو تمام نعمتوں کا سنگم ہے، اور وہ ایسی ہدایت ہے جو تمام نعمتوں کو بندے کی طرف کھینچ لاتی ہے اور ہر قسم کے ضرر کو دفع کرتی ہے، یہ دواؤں میں سب سے اعلی، نفع بخش اور مفید دوا ہے جس سے علاج کیا جاتا ہے[1]۔

- **تیسری حدیث:**

امام احمد، ابو داؤد اور نسائی نے صحیح سند[2] سے خارجہ بن صلت[1] سے اور انہوں نے اپنے چچا[2] سے روایت کیا ہے کہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے چلے اور

(1) زاد المعاد في هدي خير العباد: (4/177-178)

(2) حاکم نے مستدرک میں: (۱/۵۵۹-۵۶۰)، نووی نے الاذکار میں: (۱۲۰)، البانی نے صحیح ابو داؤد: (۲/۷۳۸) حدیث نمبر: (۳۹۰۱) میں اس سند کو صحیح کہا ہے اور حافظ ابن حجر نے الفتوحات الربانیۃ لابن علان میں اسے حسن کہا ہے: (۴/۴۳-۴۴)۔ دیکھیں: موسوعۃ الحافظ ابن حجر الحدیثیۃ: (۵/۳۲۳) نیز شعیب ارناؤوط نے بھی صحیح ابن حبان میں اسے حسن کہا ہے: (۱۳/۴۷۴) حدیث نمبر: (۶۱۱۰)

عرب کے ایک قبیلہ کے پاس آئے تو وہ لوگ کہنے لگے: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ اس شخص کے پاس سے آرہے ہیں جو خیر و بھلائی لے کر آیا ہے تو کیا آپ کے پاس کوئی دوا یا منتر ہے؟ کیونکہ ہمارے پاس ایک دیوانہ [3] ہے جو بیڑیوں [4] میں جکڑا ہوا ہے، ہم نے کہا: ہاں، تو

---

(1) خارجہ بن الصلت البرجمی-باء کے ضمہ، راء کے سکون اور جیم کے ضمہ کے ساتھ-الکوفی، انہوں نے ابن مسعود اور اپنے چچا سے احادیث روایت کی ہے، دیکھیں: تھذیب الکمال:(۸/۱۳)، تقریب التھذیب:(۲۸۳)

(2) ان کے چچا ہیں علاقہ بن صحار السلیطی التمیمی، ایک قول یہ ہے کہ وہ: عبد اللہ بن عشیر بن قیس بن عبد قیس ابن خفاف ہیں جو کہ براجم کے قبیلہ بنی عمرو بن حنظلہ سے ہیں، ابوداوٗد اور نسائی نے ان کی روایتیں نقل کی ہیں تاہم ان کا نام نہیں ذکر کیا ہے۔ دیکھیں: تھذیب الکمال:(۲۲/۵۵۲) اور تقریب التھذیب:(۷۶۳)

(3) حدیث میں معتوہ کا لفظ آیا ہے جس کے معنی ہوتے ہیں مجنوں کے جس کی عقل کھو گئی ہو۔ دیکھیں: النھایۃ فی غریب الحدیث:(۳/۱۸۱)

(4) اس سے یہ بات مؤکد ہو جاتی ہے کہ یہ قصہ حضرت ابو سعید کے اس قصے سے مختلف ہے جو قبیلے کے سردار کے ساتھ پیش آیا تھا جیسا کہ گزر چکا ہے، حافظ ابن حجر اسی کے قائل ہیں، دیکھیں: فتح الباری:(۴/۵۳۲) اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ دونوں قصے میں دم کرنے والے الگ الگ شخص ہیں، پہلی حدیث میں ابو سعید خدری دم کرتے ہیں اور یہاں دم کرنے والے خارجہ بن صلت کے چچا علاقہ بن صحار ہیں۔

وہ اس پاگل کو بیڑیوں میں جکڑا ہوا لے کر آئے، میں اس پر تین دن تک صبح وشام[1] سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کرتا رہا، میں اپنا لعاب دہن[2] جمع کرتا پھر اسے پھونکتا، وہ اچھا ہو گیا جیسے کوئی قید سے چھوٹ گیا ہو، پھر انہوں نے مجھے اس کی اجرت دی، میں نے کہا: میں نہیں لوں گا جب تک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ نہ لوں، چنانچہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا" : کھاؤ، قسم ہے میری عمر کی، [3]لوگ تو جھوٹا منتر کر کے کھاتے ہیں، تم نے تو جائز منتر کر کے کھایا ہے[1]"۔

---

(1) یعنی دن کے شروع اور اخیر میں، فتح الباری: (۱۱/ ۳۶۶)، لسان العرب: (۱۴/ ۶۰، ۱۱۸) مادہ (عشی، غدو)

(2) حدیث میں بزاق کا لفظ آیا ہے جو کہ بزاقہ کی جمع ہے، بزاق- باء کے ضمے کے ساتھ- منہ سے نکلنے والا پانی ہے، بزاق میں تین لغات ہیں: زاء کے ساتھ، صاد کے ساتھ اور سین کے ساتھ، اول الذکر دو لغتیں زیادہ مشہور ہیں۔ دیکھیں: عون المعبود: (۲/ ۵۱، ۱۳۷)

(3) اس کلمہ کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ آیا یہ جائز ہے یا ممنوع، کچھ علماء اسے مکروہ کہ کر اس سے منع کرتے ہیں، جب کہ کچھ دوسرے اہل علم اسے جائز قرار دیتے ہیں اور کچھ لوگ تفصیل بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: اگر اس سے مراد قسم ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر قسم مراد نہ لیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، شیخ حماد بن محمد الأنصاری رحمہ اللہ نے اس سلسے میں ایک بہترین کتاب تالیف کیا ہے جس کا عنوان ہے: (القول المبین فی أن "العمري" لیست من الیمین)، اس کتاب کے اندر انہوں نے احادیث، اقوال صحابہ وتابعین اور ان کے بعد آنے والے سلف کے اتنے اقوال ذکر کر دیئے ہیں کہ اس کے بعد اور اضافہ کی

- **یہ حدیث قرآن سے شفا حاصل کرنے پر دلالت کرتی ہے:**

کئی طریقے سے یہ حدیث قرآن سے شفا حاصل کرنے کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے:

۱- صحابی نے مجنون شخص پر سورہ فاتحہ پڑھی اور اس کے ذریعہ وہ شفایاب ہو گیا۔

۲- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (پرلی ہوئی اجرت) کو درست بتاتے ہوئے کہا: "کھاؤ"۔

۳- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم جائز جھاڑ پھونک (رقیہ) کے ذریعہ کھائے ہو" اس میں آپ نے رقیہ کو جائز اور درست قرار دیا ہے، جو کہ سورہ فاتحہ اور اس جیسے قرآن کے بقیہ حصوں سے شفا حاصل کرنے کی مشروعیت کو واضح کر دیتا ہے۔

چنداں ضرورت نہیں، ان کی باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ: یہ کلمہ لغوی اعتبار سے تو قسم ہے لیکن شرعی اعتبار سے نہیں، اور یہ جائز ہے، اس میں نہ تو کفارہ ہے اور نہ ہی اس کے استعمال میں کوئی حرج، دیکھیں: مجلۃ الجامعۃ الإسلامیۃ، شمارہ: (۲۶)، فتح الباری: (۱۱/ ۵۵۵) میں بخاری کے قائم کردہ باب: (باب: قول الرجل لعمر اللہ) کے تحت، معجم المناھی اللفظیۃ: (۴۷۰)

(1) اس حدیث کو امام احمد نے اپنے مسند میں (۳۶/ ۱۵۶) حدیث نمبر: (۲۱۸۳۶)، ابوداؤد نے اپنے سنن میں (۴/ ۱۴) حدیث نمبر: (۳۹۰۱)، نسائی نے السنن الکبری میں (۷/ ۱۷) حدیث نمبر: (۷۴۹۲)، طحاوی نے شرح معانی الآثار میں (۴/ ۱۲۶) حدیث نمبر: (۵۵۶۶)، ابن حبان نے اپنی صحیح میں (۱۳/ ۴۷۴) حدیث نمبر (۶۱۱۰) اور حاکم نے اپنے مستدرک میں (۱/ ۵۵۹-۵۶۰) روایت کیا ہے۔

- **چوتھی حدیث:**

امام بخاری اور مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ:((رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پڑتے تو اپنے اوپر معوذتین پڑھ کر دم کر لیا کرتے تھے اور اپنے جسم پر اپنے ہاتھ پھیر لیا کرتے تھے، پھر جب وہ مرض آپ کو لاحق ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو میں معوذتین پڑھ کر آپ پر دم کیا کرتی تھی اور (آپ کے ہاتھ پر پھونک کر) آپ کے ہاتھ کو آپ کے جسم پر پھیرا کرتی تھی))[1]۔

- **یہ حدیث قرآن سے شفا حاصل کرنے پر دلالت کرتی ہے:**

یہ عظیم حدیث اس بات پر دال ہے کہ نبی صلی اللہ کا اسوہ ہے کہ جب آپ کو کوئی تکلیف پہنچتی یا آپ بیمار پڑ جاتے تو معوذتین کے ذریعہ شفا حاصل کرتے، اس کے ذریعہ ہر بیماری سے اپنا علاج خود کیا کرتے تھے، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانب سے اس آیت کی تفسیر اور وضاحت ہے اور صحیح علم تو اللہ ہی کے پاس ہے کہ:

﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ ءَامَنُواْ هُدًى وَشِفَآءٌ﴾ یعنی: آپ کہ دیجئے کہ یہ قرآن ایمان والوں کے لئے ہدایت اور شفا ہے۔ بلکہ آپ کے اس عمل میں ہمارے لئے اس پر عمل

(1) اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے، دیکھیں: فتح الباری:(۷/۷۳۷)حدیث نمبر:(۴۴۳۹)، مزید تین جگہوں پر بھی اس کو روایت کیا ہے:حدیث نمبر یہ ہیں:(۵۰۱۶، ۵۷۳۵، ۵۷۵۱) اور مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے: (۴/۱۷۲۳) حدیث نمبر: (۲۱۹۲)

کرنے کی دعوت ہے ، اس لئے ہمیں آپ کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرنی چاہئے ، ہمارے پروردگار کا ارشاد ہے:

﴿ لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُواْ ٱللَّهَ وَٱلْيَوْمَ ٱلْأٓخِرَ وَذَكَرَ ٱللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾ ﴾ [سورة الأحزاب: 21].

ترجمہ: یقینا تمہارے لئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں عمدہ نمونہ موجود ہے ، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالی کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالی کی یاد کرتا ہے۔

- **پانچویں حدیث:**

ابن حبان میں اماعائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس اس حال میں آئے کہ ان کے پاس ایک عورت جھاڑ پھونک کے ذریعہ ان کا علاج کر رہی تھی تو آپ نے فرمایا:((اللہ کی کتاب سے ان کا علاج کرو))[1]۔

- **اس حدیث میں قرآن سے شفا حاصل کرنے کی دلیل موجود ہے:**

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ پورے قرآن سے شفا حاصل کرنا مشروع ہے ، اس لئے کہ اماعائشہ کا علاج کرنے والی عورت کو آپ نے کتاب الٰہی سے علاج کرنے کا حکم دیا ، اور کتاب کے اندر پورا قرآن شامل ہے ، کوئی خاص حصہ نہیں (کہ صرف اسی میں شفا ہو)۔

- **چھٹی حدیث:**

((بخاری ومسلم نے اماعائشہ سے روایت کیا ہے اور الفاظ مسلم کے ہیں کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جب کوئی بیمار ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر معوذتین پڑھ کر پھونکتے ، پھر جب آپ اس بیماری کے شکار ہوئے جس میں آپ کی وفات ہوئی تو میں آپ صلی

(1) اسے امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے: (۱۳/ ۴۶۴) حدیث نمبر:(۶۰۹۸)، اور امام البانی نے السلسلۃ الصحیحۃ میں اسے صحیح قرار دیا ہے: حدیث نمبر (۱۹۳۲)

اللہ علیہ وسلم پر پھونکتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پھیرتی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ میرے ہاتھ سے زیادہ بابرکت تھا))[1]۔

- **یہ حدیث قرآن سے شفا حاصل کرنے کی دلیل ہے:**

یہ حدیث شریف اس کی دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ میں جب کوئی بیمار پڑتا تو آپ معوذتین پڑھ کر اس پر پھونکتے، جو کہ قرآن کریم سے شفا حاصل کرنے کی مشروعیت پر دلالت کرتا ہے، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل میں امت کو اس کی تعلیم دی جارہی ہے، یہ فضیلت پورے کتاب الٰہی کو شامل ہے اس لئے کہ معوذتین کے ساتھ اس فضیلت کے خاص ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے، بلکہ پورے قرآن کے شفا ہونے کی دلیل یہ بھی ہے کہ قرآن کو اللہ نے شفا سے متصف کیا ہے، جیسا کہ "قرآن سے شفا حاصل کرنے پر دلالت کرنے والے قرآنی نصوص" کی بحث میں گزر چکا ہے۔

- **ساتویں حدیث:**

امام مسلم، ابوداؤد، ابن حبان، طبری، حاکم اور بیہقی نے عوف بن مالک الأشجعی سے روایت کیا ہے کہ: ہم جاہلیت کے زمانے میں منتر کیا کرتے تھے، ہم نے کہا کہ: اے اللہ کے

---

(1) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے، دیکھیں: فتح الباری: (۸/ ۶۷۹) حدیث نمبر: (۵۰۱۶) اور مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے: (۴/ ۱۷۲۳) حدیث نمبر: (۲۱۹۲)

رسول! آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے منتروں کو میرے سامنے پیش کرو، اگر اس میں شرک کا مضمون نہ ہو تو اس میں کچھ قباحت نہیں"[1]۔

- **یہ حدیث قرآن سے شفا حاصل کرنے پر دلالت کرتی ہے:**

جب صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جاہلیت کے جھاڑ پھونک کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے اس شرط کے ساتھ اس کا جواز فراہم کیا کہ اس میں شرک نہ ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھاڑ پھونک کو مطلق جائز قرار دیا بشرطیکہ وہ شرک سے پاک ہو، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مطلقا قرآن سے علاج معالجہ کرنا مشروع ہے، بلکہ علی الاطلاق قرآن سب سے عظیم اور مفید علاج ہے، اس لئے کہ وہ کلام الہی ہے۔

بعض علماء نے یہ وضاحت کی ہے کہ رقیہ (جھاڑ پھونک) کے اندر جب تین شروط پائے جائیں تو بالاتفاق وہ جائز ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں، وہ یہ کہ: اللہ کے کلام یا اس کے اسماء وصفات پر مشتمل ہو، عربی زبان میں ہو یا دوسری زبان میں لیکن معنی مفہوم واضح ہو، اور یہ

---

(1) اسے امام مسلم نے اپنی صحیح (۴/۱۷۲۷) حدیث نمبر: (۲۲۰۰) میں، ابوداؤد نے اپنے سنن (۴/۱۰) حدیث نمبر: (۳۸۸۶) میں، ابن حبان نے اپنی صحیح (۴۶۱/۱۳) حدیث نمبر: (۶۰۹۴)، طبرانی نے الکبیر: (۴۹/۱۸) حدیث نمبر: (۸۸) میں، حاکم نے اپنے مستدرک: (۴/۲۱۲) حدیث نمبر: (۷۴۸۵) میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ: اس حدیث کی اسناد صحیح ہے، اور امام بیہقی نے اسے السنن الکبری: (۹/۳۴۹) حدیث نمبر: (۹۳۸۰) میں روایت کیا ہے۔

عقیدہ رکھا جائے کہ رقیہ بذات خود اثر انداز نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالی اسے مؤثر بناتا ہے۔ کتاب الہی سے دم (رقیہ) کرنے کی صورت میں یہ شروط پورے طور پر منطبق ہوتے ہیں، اس لئے قرآن بندہ مسلم کے لئے سب سے بہتر اور عمدہ علاج اور شفا ہے۔

- **آٹھویں حدیث:**

امام مسلم نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عمرو کے لوگوں کو سانپ کاٹنے پر جھاڑ پھونک (رقیہ) کرنے کی اجازت دی، ابو الزبیر کہتے ہیں کہ: ہم اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک شخص بولا: اے اللہ کے رسول! میں جھاڑ پھونک کروں؟ آپ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے تو وہ پہنچائے"[1]۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ: جابر نے کہا: میرے ایک ماموں بچھو کاٹنے پر جھاڑ پھونک کرتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جھاڑ پھونک سے منع فرمایا تو میرے ماموں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے جھاڑ پھونک سے منع

(1) اسے امام مسلم نے (۱۷۲۶/۴) حدیث نمبر: (۲۱۹۹) میں، احمد نے :(۳۲۱/۲۳) حدیث نمبر: (۱۵۱۰۲) میں، نسائی نے الکبری: (۷۴/۷) حدیث نمبر: (۷۵۹۸) میں اور بیہقی نے الکبری: (۳۴۸/۹) میں روایت کیا ہے۔

فرمادیا ہے جب کہ میں بچھو کا علاج جھاڑ پھونک سے کیا کرتا ہوں، کیا میں کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے تو ضرور پہنچائے "[1]۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جھاڑ پھونک سے جب منع فرمادیا تو قبیلہ عمرو بن حزم کے لوگ آئے اور عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول ہمارے پاس ایک منتر ہے جس سے ہم بچھو کاٹنے پر علاج کرتے ہیں، جب کہ آپ نے جھاڑ پھونک کی ممانعت فرمادی ہے، راوی کہتے ہیں کہ: انہوں نے آپ کے سامنے وہ منتر پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی قباحت نہیں، تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانا چاہے تو ضرور پہنچائے "[2]۔

- **یہ حدیث قرآن سے شفا حاصل کرنے پر دلالت کرتی ہے:**

اس حدیث کی تینوں روایتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ جس نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھاڑ پھونک کی بارے میں دریافت کیا اسے آپ نے یہی جواب دیا کہ: " کوئی

---

(1) اسے امام مسلم نے اپنی صحیح: (۴/۱۷۲۶) حدیث نمبر: (۲۱۹۹) میں، احمد نے اپنے مسند: (۲۲/۱۳۶) حدیث نمبر: (۱۴۲۳۱) میں، عبد بن حمید نے اپنے مسند میں: دیکھیں المنتخب: (۲/۱۴۰) حدیث نمبر: (۱۰۲۴) اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں: (۱۳/۴۵۸) حدیث نمبر: (۶۰۹۱) میں روایت کیا ہے۔

(2) اسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں: (۴/۱۷۲۶) حدیث نمبر: (۲۱۹۹) اور بیہقی نے السنن الکبری: (۹/۳۴۹) میں روایت کیا ہے۔

قباحت نہیں"، بلکہ یہ فرما کر اپنے مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچانے پر ابھارا کہ: "تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانا چاہے تو ضرور پہنچائے"، اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کے ذریعہ علاج کرنا مریض کے لئے مفید ہے، چنانچہ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچانے کا جو حکم دیا ہے، اس میں یہ بھی شامل ہے، جس سے قرآن کے ذریعہ شفا حاصل کرنے کی مشروعیت پر دلیل فراہم ہوتی ہے۔

دوسرا باب:

قرآن سے شفا حاصل کرنے کا طریقہ‘ جھاڑپھونک کرنے اورکرانے والے کے اوصاف اور وہ مخالفتیں جن سے اجتناب ضروری ہے

یہ باب چار حصوں پر مشتمل ہے:

- **پہلا حصہ: قرآن وسنت سے شفا حاصل کرنے کی کیفیت کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد صفات کا ذکر**

رقیہ اور جھاڑ پھونک کے بارے میں جو احادیث نبویہ وارد ہوئی ہیں ان میں غور کرنے سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ احادیث میں اس کی مختلف صفات وارد ہوئی ہیں، جن کی تفصیل ذیل میں ذکر کی جارہی ہے:

- **پہلی صفت: صرف پڑھ[1] کر دم کرنا:**

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعض دفعہ صرف پڑھ کر ہی دم کیا کرتے تھے، جیسا کہ بہت سی احادیث میں اس کا ذکر آیا ہے، کچھ احادیث آپ کے سامنے پیش کی جارہی ہیں:

---

(1) پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ: جھاڑ پھونک کرنے والا قرآن وغیرہ کی جو دعائیں پڑھتا ہے (صرف انہیں پڑھنے پر اکتفا کرے)

- **پہلی حدیث:** بخاری و مسلم کی متفق علیہ روایت ہے کہ اماعائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے کہ: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی مریض کی عیادت کو تشریف لے جاتے یا کسی مریض کو آپ کی خدمت میں لایا جاتا تو آپ یہ دعا پڑھتے:

"أذهب البأس رب الناس اشف وأنت الشافي لا شفاء إلا شفاؤك شفاء لا يغادر سقما"

"اے مالک! لوگوں کی بیماری دور کر دے اور تندرستی سے نواز، تو شفا دینے والا ہے، حقیقی شفا تو تیری ہی شفا ہے، ایسی شفا دے کہ بالکل بیماری نہ رہے"۔[1]

- **دوسری حدیث:** امام مسلم اور امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے تو جبرئیل علیہ السلام یہ دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھتے: "باسْمِ اللهِ يُبْرِيكَ، وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيكَ، وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ، وَشَرِّ كُلِّ ذِي عَيْنٍ" یعنی: "اللہ تعالیٰ کے نام سے میں مدد چاہتا ہوں وہ

(1) اسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے، دیکھیں: فتح الباری: (۱۰/۱۳۶) حدیث نمبر: (۵۶۵۷)، مسلم نے اپنی صحیح: (۴/۱۷۲۲) حدیث نمبر: (۲۱۹۲) میں روایت کیا ہے، دیکھیں: اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیہ الشیخان: (۳/۶۰) حدیث نمبر: (۱۴۱۴)

تم کو اچھا کرے گا، ہر بیماری سے تم کو شفا دے گا، ہر جلنے والے کے جلن سے تم کو بچائے گا اور ہر بری نظر ڈالنے والے کی نظر سے محفوظ رکھے گا"[1]۔

- **تیسری حدیث:** امام مسلم، امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ بیمار ہو گئے؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: "بِاسْـمِ اللهِ أَرْقِيـكَ، مِـنْ كُـلِّ شَـيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ، أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ، اللَّهُ يَشْفِيكَ بِاسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ" **یعنی:** اللہ کے نام سے آپ پر دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف پہنچائے اور ہر جان کی برائی سے یا حاسد کی نگاہ سے اللہ آپ کو شفا دے، اللہ کے نام سے دم کرتا ہوں آپ پر[2]۔

- **دوسری صفت:** پڑھ کر نفث[3] کرنا (پھونکنا):

(1) اسے امام مسلم نے اپنی صحیح: (۴/۱۷۱۸) حدیث نمبر: (۲۱۸۵) میں اور احمد نے اپنے مسند: (۴۲/۱۶۲) حدیث نمبر: (۲۵۲۷۲) میں روایت کیا ہے

(2) اسے امام مسلم نے اپنی صحیح: (۴/۱۷۱۸) حدیث نمبر: (۲۱۸۶) میں، احمد نے اپنے مسند: (۱۷/۳۲۳) حدیث نمبر: (۱۱۲۲۵) میں اور امام ترمذی نے اپنے جامع: (۳/۲۹۴) حدیث نمبر: (۹۷۲) میں روایت کیا ہے

(3) امام نووی نے مسلم کی شرح (۱۴/۱۸۲) میں لکھا ہے کہ: ((نفث سے مراد ہے: بغیر لعاب کے ہلکے سے پھونکنا، وہ کہتے ہیں کہ: رقیہ (جھاڑ پھونک) میں اس کے جواز پر

علماء کا اتفاق ہے، جمہور صحابہ، تابعین اور ان کے بعد آنے والے لوگوں نے اسے مستحب قرار دیا ہے، قاضی عیاض کہتے ہیں کہ: نفث اور تفل میں اختلاف ہے، ایک قول ہے کہ: دونوں کے معانی یکساں ہیں، وہ یہ کہ اس میں (پھونک کے ساتھ) لعاب ہونا ضروری ہے، جب کہ ابوعبید کہتے ہیں: تفل میں ہلکا سا لعاب ہونا شرط ہے، نفث میں نہیں، ایک قول یہ ہے کہ: نفث میں لعاب مشروط ہے، تفل میں نہیں۔ ابوعبید کہتے ہیں کہ: میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے رقیہ (جھاڑ پھونک) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ نفث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ: جس طرح کشمش کھانے والا پھونکتا ہے، ابوعبید کہتے ہیں کہ: کشمش کھانے والا اگر پھونک مارے تو اس میں لعاب نہیں ہوتا، اگر غیر ارادی طور پر اس کے منہ سے تھوڑی تراوٹ نکل جائے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، لیکن سورہ فاتحہ سے جھاڑنے والی حدیث میں آیا ہے کہ آپ اپنے لعاب دہن جمع کرتے اور پھر مریض پر (تھوک کے ساتھ) دم کرتے۔

ابوعبید کہتے ہیں کہ: تفل (تھوک کے ساتھ پھونکنے) کا فائدہ یہ ہے کہ رطوبت، یا ہوا، یا دعا اور اچھی اوراد پڑھنے کے فوار بعد جو سانس لی جاتی ہے اس سے اسی طرح برکت حاصل کی جاتی ہے جس طرح ذکر واذکار اور اللہ کے خوبصورت ناموں کو پانی میں گھول کر تبرک حاصل کیا جاتا ہے، ابوعبید مزید کہتے ہیں کہ: بسا اوقات اس کی وجہ نیک فالی بھی ہوسکتی ہے کہ جس طرح معوِّذات پڑھنے سے جھاڑ پھونک کرنے والی کی سانس اس کے منہ سے الگ ہورہی ہوتی ہے اسی طرح بیمار آدمی کے جسم سے یہ بیماری اور تکلیف دور اور الگ ہو جائے گی))

انتہی۔ دیکھیں: اکمال المعلم: (۷/ ۱۰۰)، الدیباج علی مسلم: (۵/ ۲۱۱)، التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید: (۸/ ۱۳۳)

بہت سی احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دم کرتے ہوئے کبھی کبھار مریض کو پھونکا بھی کرتے تھے، بعض صحابہ کرام سے بھی اس کی تائید ثابت ہے، خواہ دعا وغیرہ پڑھنے کے بعد پھونکا جائے یہ پڑھنے کے ساتھ ہی پھونکے، ذیل میں اس ضمن کی کچھ احادیث پیش کی جارہی ہیں:

- **پہلی حدیث:** نسائی، ابن ماجہ اورابن ابی شیبہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیاہے کہ: "نبی صلی اللہ علیہ وسلم دم کرتے وقت پھونکتے تھے"[1]۔

مؤلف: حدیث کی شروحات اور ائمہ لغت کی کتابوں سے رجوع کرنے کے بعد یہ واضح ہوتا ہے کہ علماء نے تفل (تھوک کے ساتھ پھونکنا) اور نفث (بغیر تھوک کے پھونکنا) میں فرق کیاہے، ان میں ہمارے استاد شیخ عبد العزیز ابن باز رحمہ اللہ بھی ہیں جنہوں نے رقیہ اور جھاڑ پھونک سے متعلق اپنے ایک لکچر میں اس کی طرف نشاندہی کی ہے، دیکھیں: مکتبہ شاملہ میں قسم العقیدہ:(۷/۱۳)، یہی رائے میرے نزدیک بھی راجح ہے، اس لئے میں نے "بغیر لعاب کے جھاڑنا" اور "لعاب کے ساتھ جھاڑنا" دونوں کو الگ الگ ذکر کیاہے۔

(1) اس حدیث کو امام نسائی نے السنن الکبری: (۷/۷۷) حدیث نمبر: (۷۵۰۶) میں، ابن ابی شیبۃ نے مصنف میں: (۵/۴۵) حدیث نمبر: (۲۳۵۶۴) میں، ابن ماجہ نے: (۲/۱۱۶۶) حدیث نمبر: (۲۸۴۳) میں روایت کیاہے اور امام البانی نے اس کی سند کو صحیح ابن ماجہ: (۲/۲۶۸) حدیث نمبر: (۲۸۴۳) میں اور صحیح الجامع: (۲/۸۹۵) حدیث نمبر: (۵۰۲۲) میں صحیح قرار دیاہے۔

- **دوسری حدیث:** بخاری و مسلم کی متفق علیہ روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو اپنے اوپر معوذات پڑھتے اور پھونکتے[1]۔

مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جب کوئی بیمار ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر معوذات (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ،قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ) پڑھ کر پھونکتے[2]۔

- **تیسری صفت:** (دعا وغیرہ) پڑھ کر لعاب کے ساتھ پھونکنا:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو صحابی کے اس عمل کو صحیح قرار دیا کہ انہوں نے دم کرتے ہوئے دعا پڑھ کر لعاب دہن کے ساتھ مریض کو پھونکا، جو کہ اس عمل کے مشروع ہونے کی دلیل ہے، یہ دونوں حدیثیں آپ کی خدمت میں پیش کی جارہی ہیں:

- **پہلی حدیث:** ابو سعید رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جس میں انہوں نے کسی قبیلے کے سردار کو دم کیا جیسا کہ گزر چکا ہے، اس میں آیا ہے کہ:

"وہ سورہ فاتحہ پڑھتے، لعاب دہن جمع کرتے اور مریض کو لعاب کے ساتھ دم کرتے جاتے جس سے بیمار شفایاب ہو گیا"[1]۔

---

(1) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے

(2) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے

- **دوسری حدیث:** امام احمد، ابوداؤد اور امام نسائی کی روایت ہے کہ خارجہ بن الصلت اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے چلے اور عرب کے ایک قبیلہ کے پاس آئے تو وہ لوگ کہنے لگے: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ اس شخص کے پاس سے آرہے ہیں جو خیر و بھلائی لے کر آیا ہے تو کیا آپ کے پاس کوئی دوا یا منتر ہے؟ کیونکہ ہمارے پاس ایک دیوانہ ہے جو بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہے، ہم نے کہا: ہاں، تو وہ اس پاگل کو بیڑیوں میں جکڑا ہوا لے کر آئے، میں اس پر تین دن تک صبح و شام سورۃ فاتحہ پڑھتا، لعاب دہن جمع کرتا اور پھر اسے دم کرتا، وہ اچھا ہو گیا جیسے کوئی قید سے چھوٹ گیا ہو....) الحدیث، یہ حدیث گزر چکی ہے۔
- **تیسری حدیث:** امام احمد، نسائی، ابن ابی شیبۃ اور طبرانی نے محمد بن حاطب[2] سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ: میرے ہاتھ پہ ہانڈی گر گئی اور میرا ہاتھ جل گیا، مجھے رسول

---

(1) حدیث کا یہ لفظ امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے، دیکھیں: فتح الباری :(۲۰۸/۱۰) حدیث نمبر:(۵۷۳۶) اور امام مسلم نے اسے اپنی صحیح میں (۱۷۲۷/۴) حدیث نمبر:(۲۲۰۱) روایت کیا ہے

(2) یہ صحابی رسول محمد بن حاطب بن الحارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح، ابوالقاسم القرشی الجمحی ہیں، ایک قول ہے کہ: ان کی کنیت ابو ابراہیم ہے، ایک قول ہے کہ: ابووہب ہے، ان کی والدہ کا نام: ام جمیل بنت المجلل العامریۃ ہے، کہا جاتا ہے کہ: ان کی پیدائش حبشہ میں ہوئی، ان کے والدین نے وہاں ہجرت کی تھی اور ان کے والد کی وفات

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، آپ اس پر لعاب کے ساتھ پھونکتے اور یہ دعا پڑھتے: " أذهب الباس رب الناس "مجھے یاد آتا ہے کہ آپ نے یہ بھی پڑھا:" واشفه إنک أنت الشافی"[1]۔

- **چوتھی صفت: پڑھ کر اور ہاتھ پھیر کر دم کرنا**

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ تھا کہ آپ دم کرتے ہوئے مریض کے جسم پر اپنا داہنا ہاتھ پھیرتے، اس کی دلیل درج ذیل احادیث ہیں:

- پہلی حدیث: بخاری و مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے بعض بیماروں کو دم کرتے ہوئے اپنا داہنا ہاتھ اس پر پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے "اللهم رب الناس أذهب الباس، واشفه وأنت الشافي، لا شفاء إلا شفاؤك، شفاء لا يغادر سقما"یعنی: اے اللہ! لوگوں

بھی وہیں ہو گئی تھی، ان کی والدہ انہیں مدینہ لے کر آئیں، ان کی وفات سنہ ۴۷ میں مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ دیکھیں: الإصابۃ: (۶/ ۵۲) اور زرکلی کی کتاب: الأعلام: (۶/ ۷۵)

(1) اس حدیث کو امام احمد نے اپنے مسند: (۳۰/ ۲۱۴) حدیث نمبر: (۱۸۲۸۱) میں، نسائی نے السنن الکبری: (۹/ ۸۱) حدیث نمبر: (۹۹۴۴) میں، ابن ابی شیبۃ نے مصنف: (۵/ ۴۵) حدیث نمبر: (۲۳۵۶۲) میں، طبرانی نے الکبیر: (۱۹/ ۲۴۰) حدیث نمبر: (۵۳۷) میں، ہیثمی نے المجمع: (۵/ ۱۱۳) میں روایت کیا ہے اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں، اس کو شعیب الارناؤوط نے مسند احمد میں حسن قرار دیا ہے۔

کے پالنے والے! تکلیف کو دور کر دے، اسے شفاء دیدے تو ہی شفاء دینے والا ہے۔ تیری شفاء کے سوا کوئی شفاء نہیں، ایسی شفاء دے کہ کسی قسم کی بیماری باقی نہ رہ جائے[1]۔

- دوسری حدیث: امام احمد، طبرانی، ابن حبان، طحاوی اور حاکم نے طلق بن علی[2] سے روایت کیا ہے کہ: ((میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ کوئی بچھو مجھے کاٹ لیا، آپ نے مجھے دم کیا اور اس جگہ پر اپنا ہاتھ پھیر دیا))[3]۔

---

(1) اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے: دیکھیں: فتح الباری: (۱۰/۲۱۶) حدیث نمبر: (۵۷۴۳) اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں: (۴/۱۷۲۲) حدیث نمبر: (۲۱۹۱) روایت کیا ہے۔

(2) یہ صحابی رسول طلق بن علی بن المنذر بن قیس بن عمرو بن عبد اللہ بن عمرو الحنفی السحیمی، ابو علی الیمامی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور تشریف لائے اور آپ کے ساتھ مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا اور آپ سے احادیث روایت کی۔ دیکھیں: تھذیب التھذیب: (۵/۳۳) اور الإصابة: (۳/۲۹۴)

(3) اسے امام احمد نے مسند: (۲۶/۲۲۵) حدیث نمبر: (۱۶۲۹۸) میں، طبرانی نے الکبیر: (۸/۴۹۶) حدیث نمبر: (۸۲۶۲، ۸۲۶۳) میں، ابن حبان نے اپنی صحیح: (۱۳/۴۶۰) حدیث نمبر: (۶۰۹۳) میں، طحاوی نے شرح معانی الآثار: (۴/۳۲۶) میں، حاکم نے مستدرک: (۴/۴۱۶) میں روایت کیا ہے اور حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، اور امام ذہبی نے حاکم کی موافقت کی ہے اور الالبانی نے بھی اسے صحیح موارد الظمآن: (۲/۳۵) حدیث نمبر: (۱۱۹۱) میں صحیح کہا ہے۔

- **پانچویں صفت: دم کرتے ہوئے (دعا) پڑھنا، تکلیف کی جگہ پر ہاتھ رکھنا، پھر اس پر ہاتھ پھیرنا:**

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ تھا کہ آپ دم کرتے ہوئے تکلیف کی جگہ پر ہاتھ رکھتے یا مریض کو کہتے کہ ہاتھ رکھے، پھر اس پر اپنا ہاتھ پھیرتے۔

اس صفت میں اور گزشتہ صفت میں فرق یہ ہے کہ: اس صفت میں ہاتھ رکھتے پھر اس کے بعد پھیرتے، جب کہ اس سے پہلی صفت میں صرف ہاتھ پھیرتے تھے، اس صفت کی دلیل درج ذیل احادیث ہیں:

- پہلی حدیث: امام بخاری اور ابوداؤد نے عائشہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مکہ میں بہت سخت بیمار پڑ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری مزاج پرسی کے لیے تشریف لائے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان کی پیشانی پر رکھا (سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) اور میرے سینے اور پیٹ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ پھیرا، پھر فرمایا: اے اللہ! سعد کو شفاء عطا فرما اور اس کی ہجرت کو مکمل کر دے۔

- دوسری حدیث: امام مسلم، مالک، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے عثمان بن ابی العاص الثقفی[1] رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

---

(1) یہ صحابی رسول عثمان بن ابی العاص بن بشر بن عبد دھمان بن عبد اللہ بن ھمام الثقفی، ابو عبد اللہ ہیں، جنہوں نے مصر میں سکونت اختیار کر لی تھی، وفد ثقیف میں اسلام

وسلم سے ایک درد کی شکایت کی جو اسلام لانے کے بعد سے ان کے بدن میں پیدا ہو گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنا ہاتھ درد کی جگہ پر رکھو اور تین بار کہو: بسم اللہ، اس کے بعد سات بار کہو: أَعُوذُ بِاللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِر۔ یعنی: میں اللہ تعالیٰ اور اس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں اس چیز سے جس کو میں پاتا ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں[1]۔

قبول کیا، انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا امیر مقرر فرمایا، ابو بکر اور ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہما نے بھی ان کے اس منصب کو بہ حال رکھا، عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں سنہ ۱۵ھ کو انہیں عمان اور بحرین کا والی مقرر فرمایا، انہوں نے اس کے بعد بصرہ کی سکونت اختیار کرلی، یہاں تک کہ خلافت معاویہ کے زمانے میں ان کی وفات ہو گئی، ایک قول ہے کہ: ان کی وفات سنہ ۵۰ھ میں ہوئی، ایک قول یہ بھی ہے کہ: ان کی وفات ۵۱ھ میں ہوئی، اور انہوں نے ہی ثقیف کو ارتداد سے روکے رکھا، رضی اللہ عنہ وأرضاہ، ان کی وفات سنہ ۵۱ھ میں ہوئی۔ دیکھیں: الإصابة: (۴/۲۲۱) اور زرکلی کی کتاب: الأعلام: (۴/۲۰۷)

(1) اسے امام مالک نے مؤطا: (۲/۹۴۲) حدیث نمبر: (۱۶۸۶) میں، مسلم نے اپنی صحیح: (۴/۱۷۲۸) حدیث نمبر: (۲۲۰۲) میں، ابو داود نے اپنے سنن: (۴/۱۱) حدیث نمبر: (۳۸۹۱) میں، ترمذی نے اپنے سنن: (۴/۴۰۸) حدیث نمبر: (۲۰۸۰) میں اور ابن ماجہ نے اپنے سنن: (۲/۱۱۶۲) حدیث نمبر: (۳۵۲۲) میں اسے روایت کیا ہے۔

نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ((اپنے ہاتھ کو تکلیف کی جگہ پر رکھو، اس پر سات دفع ہاتھ پھیرو اور کہو: أعوذ بعزۃ اللہ وقدرتہ من شر ما أجد وأحاذر))(1)۔

- **چھٹی صفت: (دعا) پڑھے، بغیر لعاب کے پھونکے اور ہاتھ پھیرے:**

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جھاڑ پھونک میں یہ طریقہ بھی درست قرار دیا کہ دعا پڑھتے ہوئے بغیر لعاب کے پھونکے اور ہاتھ پھیرے، جو کہ اس صفت کے مشروع ہونے کی دلیل ہے، اس کی دلیل حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی بعض روایتیں بھی ہیں جس میں انہوں نے قبیلے کے سردار کو دم کیا تھا، جیسا کہ عبد بن حمید اور نسائی نے روایت کیا ہے جس کے الفاظ کچھ یوں ہیں کہ: میں سورہ فاتحہ پڑھتا اور جس جگہ پر سانپ نے ڈسا تھا اس جگہ پر ہاتھ پھیرتا یہاں تک کہ بیمار شفایاب ہوگیا، اور انہوں نے مجھے بکریاں دیدی"(2)۔

---

(1) اسے امام نسائی نے السنن الکبری میں (۹/۳۷٦، ۳۷۸) حدیث نمبر: (۱۰۷۷۱، ۱۰۷۷۲) میں روایت کیا ہے۔

(2) اسے عبد بن حمید نے اپنے مسند میں روایت کیا ہے: دیکھیں: المنتخب: (۲/٦۷) حدیث نمبر: (۸٦۴) اور نسائی نے السنن الکبری میں: (۷/۷۰) حدیث نمبر: (۷۴۹۰) میں روایت کیا ہے۔

ایک دوسری روایت ہے کہ: وہ ام القرآن پڑھتے، اپنے لعاب دہن جمع کرتے اور اسے پھونکتے یہاں تک کہ بیمار اچھا ہو گیا اور قوم کے لوگ ان کے پاس بکریاں لے کر حاضر ہوئے"[1]۔

ان دونوں روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے دم کرتے ہوئے دعا پڑھنے کے ساتھ پھونکنے اور ہاتھ پھیرنے کا بھی التزام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس عمل کو درست قرار دیا اور کوئی نکیر نہیں کی۔

- **ساتویں صفت: دم کرتے ہوئے دعا پڑھے، انگلی میں تھوک لگائے، پھر انگلی کو زمین پر رکھے اور اس کے بعد اسے مریض کے جسم پر رکھے:**

اس صفت کی دلیل بخاری ومسلم کی یہ روایت ہے اور الفاظ مسلم کے ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ: جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا یا اس کو کوئی زخم لگتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی کو-سفیان[2] نے اپنی شہادت کی انگلی زمین پر رکھی پھر اسے اٹھالیا-زمین پر رکھتے اور فرماتے: بِاسْمِ اللهِ، تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بِرِيقَةِ بَعْضِنَا، لِيُشْفَى بِهِ

(1) اسے نسائی نے السنن الکبری میں: (۹/۳۸۷) حدیث نمبر: (۱۰۸۰۰) میں روایت کیا ہے۔

(2) یہ سفیان بن عیینہ ہیں جیسا کہ بخاری نے کتاب الطب، باب رقیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس روایت کے ضمن میں اس کی وضاحت کی ہے اور حافظ ابن حجر نے اسے جزم کے ساتھ بیان کیا ہے، دیکھیں: فتح الباری: (۱۰/۲۱۷) حدیث نمبر: (۵۷۴۶)

سَقِيمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا" یعنی :"اللہ کے نام سے ہمارے ملک کی مٹی ہم میں سے کسی کی تھوک کے ساتھ، اس سے شفا پائے گا ہمارا بیمار، اللہ تعالیٰ کے حکم سے[1]"۔

نووی نے اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:((اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ: اپنا لعاب دہن اپنی شہادت کی انگلی پر لے، پھر اسے زمین پر رکھے، اس میں سے تھوڑی سی مٹی انگلی میں لگائے، پھر اس سے زخمی یا بیمار جگہ پر پھیرے اور پھیرتے ہوئے یہ دعا پڑھے))[2]۔

- مسائلہ: حدیث میں وارد (تربة أرضنا) میں أرضنا سے کیا مراد ہے، اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ آیا یہ مدینہ کے ساتھ خاص ہے یا تمام روئے زمین اس میں شامل ہے؟ اس سلسلے میں علماء کے دو اقوال ہیں:

امام نووی اور ابن القیم کہتے ہیں کہ:((جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ: یہاں ہماری زمین سے مراد تمام روئے زمین ہے۔

جبکہ ایک قول یہ بھی ہے کہ: یہ برکت خاکِ مدینہ کے ساتھ خاص ہے))[3]۔

---

(1) امام بخاری نے اس حدیث میں وارد صرف دعا کو روایت کیا ہے، دیکھیں: فتح الباری: (۱۰/۲۱۷) حدیث نمبر: (۵۷۴۵، ۵۷۴۶) اور مسلم نے اسے اپنی صحیح: (۴/۱۷۲۴) حدیث نمبر: (۲۱۹۴) میں روایت کیا ہے۔

(2) دیکھیں: شرح النووی علی مسلم: (۱۴/۱۸۳)

(3) شرح النووی علی صحیح مسلم: (۱۴/۱۸۴)، زاد المعاد: (۴/۱۸۷)

ملا علی قاری نے ان دو اقوال کو ذکر کرنے کے بعد یہ اضافہ کیا ہے کہ:((میری رائے میں: ہماری زمین سے مراد سرزمین اسلام بھی لی جاسکتی ہے))[1]۔

مؤلف: جمہور کا قول زیادہ واضح اور راجح ہے، اس لئے کہ مدینہ کے ساتھ اس کے خاص ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے، ہمارے شیخ عبد المحسن العباد حفظہ اللہ کہتے ہیں کہ:((اس کو عموم پر باقی رکھنا ہی زیادہ بہتر ہے، اس لئے کہ کوئی ایسی دلیل نہیں آئی ہے جس سے یہ واضح ہو کہ یہ مدینہ کے ساتھ خاص ہے اور مدینہ کے علاوہ کہیں اور اس پر عمل نہیں کیا جائے گا))[2]۔

- آٹھویں صفت: پانی میں نمک ڈال دے، پھر اسے (ہاتھ میں لے کر) تکلیف والی جگہ پر ہاتھ پھیرے، اور بچھو کاٹنے کی دعا پڑھ کر دم کرے:

اس صفت کی دلیل وہ روایت ہے جسے ابن ابی شیبۃ، طبرانی، ابو نعیم اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شب نماز پڑھتے ہوئے زمین پر اپنا ہاتھ رکھا، اسی اثنا میں ایک بچھو آپ کو کاٹ لیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کرتے ہی اسے اپنے جوتے سے مسل کر مار دیا، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اللہ کی لعنت ہو بچھو پر، نمازی غیر نمازی کسی کو نہیں چھوڑتا" یا یہ فرمایا کہ:"نبی

---

(1) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح: (13/275)

(2) شرح سنن ابی داؤد للشیخ عبد المحسن العباد: (۲۰/۲۳۳)، افادہ عامہ کے لئے مکتبہ شاملہ میں آپ کے دروس کو تحریری شکل میں فراہم کیا گیا ہے۔

اور غیر نبی کسی کو بھی نہیں بخشتا"، پھر آپ نے نمک اور پانی طلب کی، دونوں کو ایک برتن میں ملایا اور اپنی انگلی پر جہاں بچھو کاٹا تھا وہاں لگاتے، اس پر ہاتھ پھیرتے اور معوذتین پڑھ کر دم کرتے"[1]۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ: "آپ (قل یا أیھا الکافرون)، (قل أعوذ برب الفلق) اور (قل أعوذ برب الناس) پڑھتے"[2]۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ: "آپ اس پر ہاتھ پھیرتے اور یہ سورتیں پڑھتے: (قل ھو اللہ أحد)، (قل أعوذ برب الفلق) اور (قل أعوذ برب الناس)[3]۔

- **نویں صفت:** دعا پڑھنے کے ساتھ ساتھ مٹی کو پانی میں ملائے، اور (دعا پڑھ کر) اس میں پھونکے، پھر اسے بیمار کے جسم پر ڈال دے:

---

(1) ابن ابی شیبہ نے مصنف: (۵/۴۴) حدیث نمبر: (۲۳۵۵۳) میں، طبرانی نے الاوسط: (۶/۹۰) حدیث نمبر: (۵۸۹۰) میں، ابو نعیم نے اخبار اصفہان: (۲/۲۳) میں، بیہقی نے شعب الایمان: ((۵/۵۱۸، ۵۱۹) حدیث نمبر: (۲۳۴۰، ۲۳۴۱) میں روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اسے اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے، ہیثمی نے اس حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے: مجمع الزوائد: (۵/۱۹۲) اور البانی نے سلسلۃ صحیحۃ: حدیث نمبر: (۵۴۸) میں اسے صحیح کہا ہے۔

(2) اسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے، دیکھیں: مرجع سابق

(3) اسے ابو نعیم اور بیہقی نے روایت کیا ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

اس کی دلیل ابوداؤد، نسائی، بخاری کی التاریخ الکبیر میں روایت کردہ حدیث اور طبرانی کی یہ روایت ہے جس کے راوی حضرت ثابت بن قیس بن شماس[1] ہیں، وہ کہتے ہیں کہ: جب وہ بیمار پڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے اور فرمایا: اے لوگوں کے پالنہار! ثابت بن قیس بن شماس کی بیماری دور کردے، پھر آپ نے بطحان کی مٹی لی، اسے ایک پیالے میں ڈالا، پھر پانی کے ساتھ اس پر پھونکا اور اس کے بعد حضرت ثابت کے جسم پر اسے انڈیل دیا"[2]۔

- **دسویں صفت: قرآن کا کچھ حصہ لکھے، اسے پانی میں ڈالے، اسے پیئے اور جسم کو اس سے دھوئے:**

---

(1) یہ صحابی رسول ثابت بن قیس بن شماس الانصاری، الخزرجی ہیں جو انصار کے خطیب تھے، ان کا شمار کبار صحابہ میں ہوتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جنت کی بشارت دی تھی، یمامہ میں وہ شہید ہوئے، خالد بن ولید کو انہوں نے خواب میں وصیت کی تھی جسے روبہ عمل لایا گیا۔ دیکھیں: التقریب: (ص١٨٦)

(2) اسے بخاری نے التاریخ الکبیر میں: (٨/٧٧٣) حدیث نمبر: (٣٣٨٧)، ابوداؤد نے اپنے سنن: (١٠/٤) حدیث نمبر: (٣٨٨٥) میں، نسائی نے السنن الکبری: (٩/٣٧٤) حدیث نمبر: (١٠٧٨٩) میں، طبرانی نے الکبیر: (٢/٧١) حدیث نمبر: (١٣٢٣) میں، ابن حبان نے اپنی صحیح: (١٣/٤٣٢) حدیث نمبر: (٦٠٦٩) میں روایت کیا ہے اور اسے صحیح کہا ہے جب کہ ہمارے شیخ عبد العزیز ابن باز رحمہ اللہ نے مجموع الفتاوی: (٨/٩٤) میں اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

ایسی کوئی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے جس سے اس صفت کے جواز کی واضح دلیل فراہم ہو سکے، اسی لئے اس کے جواز کے سلسلے میں علماء کے دو اقوال ہیں:

پہلا قول: ابراہیم نخعی، ابن سیرین اور ابن العربی اس کی ممانعت کے قائل ہیں[1]۔

دوسرا قول: جمہور اس کے جواز کے قائل ہیں۔

جمہور نے اس کے جواز پر درج ذیل دلیل سے استدلال کیا ہے:

۱- ابن ابی شیبۃ اور ابن السنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں: جب عورت کے لئے حمل دشوار ہو تو ان دو آیتوں اور ان کلمات کو ایک کاغذ میں لکھے، اس سے غسل کرے اور پانی پیئے: ((باسم الله الذی لا إله إلا هو الحليم الكريم , سبحان الله رب السماوات السبع ورب العرش العظيم۔

﴿كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوٓا۟ إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَىٰهَا ﴿٤٦﴾﴾ [سورة النازعات:46].

﴿كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوٓا۟ إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍۭ ۚ بَلَٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا ٱلْقَوْمُ ٱلْفَٰسِقُونَ ﴿٣٥﴾﴾ [سورة الأحقاف:35]. [2]

(1) دیکھیں: مصنف ابن ابی شیبہ : (۵/۴۰ ، ۳۹) ، شرح السنۃ للبغوی: (۱۲/۱۶۶)، عارضۃ الاحوذی: (۸/۲۲۲) اور زاد المعاد فی ہدی خیر العباد: (۴/۳۵۷)

(2) اسے ابن السنی نے عمل الیوم واللیلۃ: (۲۳۱) حدیث نمبر: (۶۲۴) میں، اور ابن ابی شیبۃ نے المصنف: (۵/۳۹) حدیث نمبر: (۲۳۵۰۸) میں روایت کیا ہے۔

مؤلف: یہ روایت ضعیف ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ایک راوی ہے محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی ہیں، جو صدوق سیئ الحفظ جدا (سچے ہیں لیکن حافظہ کے بہت کمزور) ہیں، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے التقریب میں ذکر کیا ہے[1]۔

۲- ابن ابی شیبہ نے لیث اور مجاہد سے روایت کیا ہے کہ: ان دونوں کے نزدیک اس میں کوئی قباحت نہیں کہ قرآن کی کوئی آیت لکھ کر بیمار اور پریشان انسان کو پلایا جائے[2]۔

یہی قول راجح ہے، اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

۱- اللہ نے قرآن کو وصف شفا سے متصف کیا ہے، چنانچہ حرام طریقہ کے علاوہ جس طرح بھی اس کا استعمال کیا جائے وہ جائز ہوگا، اس کو لکھنا اور لکھ کر مٹانا یہ سب جائز ہے۔

۲- علاج ومعالجہ اصلا جائز ومباح ہے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: (.... اے اللہ کے بندو! علاج کیا کرو، اس لئے کہ اللہ نے کوئی ایسی بیماری نہیں پیدا کی جس کی

---

(1) التقریب: (۸۷۱)

(2) ابن ابی شیبہ نے ان دونوں کی یہ رائے المصنف میں ذکر کی ہے: (۵/۴۰) حدیث نمبر: (۲۳۵۱۰)

دوا نہ بنائی ہو، سوائے ایک بیماری کے)) صحابہ نے عرض کیا: وہ کون سی بیماری ہے؟ آپ نے فرمایا: "بڑھاپا"[1]۔

٣- اس پر بہت سارے اسلاف کا عمل رہا ہے جیسے مجاہد، لیث، سعید بن جبیر، امام احمد، قاضی عیاض[2]، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ابن قیم[3] وغیرہ۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کہتے ہیں: یہ جائز ہے کہ مریضوں کے لئے قرآن کی آیات اور اذکار جائز روشنائی سے لکھے جائیں، ان سے انہیں غسل کرایا جائے، پانی پلایا جائے، جیسا کہ امام احمد وغیرہ نے اس کی وضاحت کی ہے"[4]۔

---

(1) اسے امام احمد نے اپنے مسند: (٣٠/٣٩٥) حدیث نمبر: (١٨٤٥٤) میں، ابو داؤد نے اپنے سنن: (٤/٣) حدیث نمبر: (٣٨٥٥) میں، ترمذی نے اپنے سنن: (٤/٣٨٣) حدیث نمبر: (٢٠٣٨) میں روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے، جب کہ البانی نے صحیح ابن ماجہ میں اسے صحیح قرار دیا ہے: (٢/٢٥٢) حدیث نمبر: (٣٤٣٦)

(2) دیکھیں: اکمال المعلم: (٧/١٠١)

(3) دیکھیں: مصنف ابن ابی شیبۃ: (٥/٣٩، ٤٠)، زاد المعاد في هدي خير العباد: (٤/٣٥٧)، الآداب الشرعیۃ: (٢/٤٥٦) انہوں نے اس کے جواز میں مختلف اسلاف کے اقوال ذکر کئے ہیں، اسی طرح احکام الرقی والتمائم میں بھی: ص ٦٦ اور اس کے بعد اس طرح کے اقوال مذکور ہیں۔

(4) مجموع فتاوی ابن تیمیہ: (١٩/٦٤)

ابن قیم کہتے ہیں: اسلاف کی ایک جماعت نے اس کی رخصت دی ہے کہ قرآن کے کچھ حصہ کو لکھ کر پانی میں ڈال دیا جائے اور وہ پانی بیمار کو پلایا جائے، اور یہ اعتقاد رکھا جائے کہ قرآن میں اللہ نے جو شفا رکھا ہے یہ بھی اسی کا ایک حصہ ہے))[1]۔

اس مسالہ سے متعلق شیخ عبد العزیز ابن باز کی صدارت میں سعودی عرب کی دائمی کمیٹی برائے فتاوی نے یہ فتوی دیا کہ:

((قرآنی آیات کو گلاب کے پانی اور زعفران وغیرہ سے لکھنا، اسے پانی میں ڈبو کر پینا، یا شہد اور دودھ وغیرہ میں لکھ کر ڈالنا، جس خوشبو اور گلاب کے پانی پر قرآنی آیات پڑھی گئی ہوں اسے جسم پر ملنا، اس سب میں کوئی قباحت نہیں ہے، بلکہ اس پر سلف صالحین کا عمل رہا ہے))[2]۔

مؤلف: اگرچہ یہ صفت جائز ہے تاہم اسے ترک کرنا زیادہ بہتر ہے اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو صفات ثابت ہیں وہ ہمارے لئے کافی ہیں اور وہ ہمیں دیگر ایسے تمام طریقوں سے بے نیاز کر دیتے ہیں جو آپ سے ثابت نہیں ہیں۔

شیخ صالح الفوزان کہتے ہیں: ((جھاڑ پھونک سے متعلق وارد صفات پر قیاس کرتے ہوئے اور قرآن کریم سے شفا حاصل کرنے کے عمومی جواز کو دلیل بنا کر بہت سارے علماء نے یہ رخصت دی ہے کہ قرآنی آیات کو کاغذ میں لکھ کر اسے پانی میں ڈالا جائے اور–شفایابی کی

(1) زاد المعاد فی ھدی خیر العباد: (۳۵۸/۴)

(2) دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ_المجموعۃ الثالثۃ_(۹۷/۱)

غرض سے - مریض کو وہ پانی پلایا جائے، کیوں کہ اللہ نے قرآن کو شفا قرار دیا ہے، اس لئے ان شاء اللہ اس میں کوئی قباحت نہیں ہے، لیکن اولی اور زیادہ بہتر طریقہ وہی ہے جسے میں نے ذکر کیا اور وہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت بھی ہے، وہ یہ کہ مریض کے اوپر براہ راست قرآن پڑھا جائے یا پانی میں پڑھ کر اسے پلایا جائے))[1]۔

(1) دیکھیں: المنتقى من فتاوى الفوزان: (۱/۷۲)، الفتاوى الذهبية في الرقى الشرعية:۱۰۲

دوسرا حصہ: دم کرنے والے میں ان صفات کا ہونا ضروری ہے:

پہلی صفت: صحیح عقیدہ کا حامل ہو، سلف صالحین کے منہج پر گامزن ہو، جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور بھلائی کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والے تابعین کا منہج وطریقہ ہے، اسی منہج کا پیروکار ہو، انکی مخالفت سے بچتا اور ہوشیار رہتا ہو، اللہ فرماتا ہے:

﴿قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٦١﴾﴾ [سورة الأنعام: 161].

ترجمہ: آپ کہ دیجئے کہ مجھ کو میرے رب نے ایک سیدھا راستہ بتادیا ہے کہ وہ ایک دین مستحکم ہے جو طریقہ ہے ابراہیم کا جو اللہ کی طرف یکسو تھے۔ اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔

اللہ کا ارشاد ہے کہ:

﴿لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾﴾ [سورة الأحزاب: 21].

ترجمہ: یقینا تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالی کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالی کی یاد کرتا ہے۔

مزید اللہ فرماتا ہے کہ: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ﴾ [سورة الحشر: 7].

ترجمہ: جو کچھ رسول دے اسے لے لو، اور جس سے روکے رک جاؤ

اللہ کا فرمان ہے کہ:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ ﴾ [سورة النور:63].

ترجمہ: جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص ہمارے دین میں وہ بات نکالے جو اس میں نہ ہو وہ رد ہے)۔ متفق علیہ (1)

شریعت کی سب سے بڑی خلاف ورزی یہ ہے کہ شرک اصغر کا اور شرک اکبر کا ارتکاب کیا جائے، اس کے بعد بدعت اور پھر کبیرہ گناہ کی باری آتی ہے، اللہ تعالی شرک سے ڈراتے ہوئے اور اس کی خطرناکی وسنگینی کو واضح کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ﴿٤٨﴾ ﴾ [سورة النساء:48].

---

(1) اسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے: دیکھیں: فتح الباری: (۵/۳۵۵) حدیث نمبر: (۲۶۹۷)، امام مسلم نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے: (۳/۱۳۴۳) حدیث نمبر: (۱۷۱۸) نیز دیکھیں: اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیہ الشیخان: (۲/۱۹۵) حدیث نمبر: (۱۱۲۰)

ترجمہ: یقینا اللہ تعالی اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتاہے اور جو اللہ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ کیا۔

اللہ فرماتا ہے: ﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا۟ لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٨٨﴾﴾ [سورة الأنعام:88].

ترجمہ:

اگر فرضا یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے۔

نیز اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَلَقَدْ أُوحِىَ إِلَيْكَ وَإِلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ ٱلْخَـٰسِرِينَ ﴿٦٥﴾﴾ [سورة الزمر:65].

ترجمہ: یقینا تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے کے تمام نبیوں کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تونے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا۔

اللہ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّهُۥ مَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ ٱلْجَنَّةَ وَمَأْوَىٰهُ ٱلنَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّـٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ﴿٧٢﴾﴾ [سورة المائدة:72].

ترجمہ: یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ تعالی نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہو گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے کہ: (مجھے تمہارے سلسلے میں سب سے زیادہ اندیشہ شرک اصغر کا ہے)۔

صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! شرک اصغر سے مراد کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: (ریاکاری اور دکھلاوا، جب قیامت کے دن لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے دیا جائے گا، اللہ ان ریاکاروں سے کہے گا: جن کے لئے تم دنیا میں ریاکاریاں کرتے تھے ان کے پاس جاؤ اور دیکھو کہ کیا تمہیں ان کے پاس کوئی بدلہ ملتا ہے)[1]۔

دوسری صفت: دم کرنے والا اللہ کے لئے مخلص ہو، جھاڑ پھونک کے ذریعہ اللہ کی خوشنودی اور بڑے ثواب کی طلب رکھتا ہو، اللہ سے اس کے اجر کی امید رکھتا ہو، ساتھ ہی اپنے اسلامی بھائی کو فائدہ پہنچانے، اس کے ساتھ بھلائی کرنے اور اس کی پریشانی دور کرنے کے لئے کوشاں اور خواہاں ہو، اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿وَمَآ أُمِرُوٓاْ إِلَّا لِيَعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ﴾ [سورة البينة:5].

---

(1) اس حدیث کو امام احمد نے اپنے مسند میں: (۳۹/۳۹) حدیث نمبر: (۲۳۶۳۰)، طبرانی نے الکبیر: (۴/۲۵۳) حدیث نمبر: (۴۳۰۱)، بغوی نے شرح السنۃ: (۱۴/۳۲۴) حدیث نمبر: (۴۱۳۵) میں روایت کیا ہے اور البانی نے اسے سلسلۃ صحیحۃ میں صحیح قرار دیا ہے: حدیث نمبر: (۹۵۱)

ترجمہ: انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اور اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: (اللہ تعالی صرف وہی عمل قبول کرتا ہے جو خالص اسی کے لئے ہو اور اس سے اللہ کی رضا مقصود و مطلوب ہو)[1]۔

نیز فرمایا: (تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو وہ ضرور پہنچے)[2]۔

تیسری صفت: اطاعت الہی پر استقامت اختیار کرے، فرائض کی ادائیگی جیسے توحید، نماز اور دیگر واجبات کا پابند رہے، نوافل کا بکثرت اہتمام کرنے والا ہو، اس لئے کہ نوافل کے اہتمام کرنے والے کو اللہ اپنی حفاظت میں رکھتا، اپنی توفیق سے نوازتا اور اس کی درست رہنمائی فرماتا ہے، اور جو اس سے عداوت رکھتا ہے اللہ اس سے اعلان جنگ کرتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:

((اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت

---

(1) اسے امام نسائی نے اپنے سنن: (۲۸۶/۴) حدیث نمبر: (۴۳۳۳) میں، طبرانی نے الکبیر: (۱۴۰/۸) حدیث نمبر: (۷۶۲۸) میں روایت کیا ہے جبکہ امام البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے: الصحیحۃ: (۵۲)

(2) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے

پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ مانگتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو جسمانی تکلیف کی وجہ سے پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برالگتا ہے))[1]۔

چوتھی صفت: اللہ کی نافرمانی سے دوری اور منہیات سے اجتناب، اس لئے کہ معصیت الٰہی ہی تمام برائی کی وجہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَمَآ أَصَـٰبَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا۟ عَن كَثِيرٍ ﴿٣٠﴾ ﴾ [سورة الشورى:30].

---

(1) اسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے، دیکھیں: فتح الباری: (۳۴۸/۱۱) حدیث نمبر: (۶۵۰۲)، ابن حبان: (۵۸/۲) حدیث نمبر: (۳۴۷)، بیہقی: (۲۱۹/۱۰) حدیث نمبر: (۲۰۷۶۹)

ترجمہ: تمہیں جو کچھ مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوت کا بدلہ ہے، اور وہ تو بہت سی باتوں سے درگزر فرمادیتا ہے۔

پانچویں صفت: بندہ کا ایمان مضبوط اور اللہ سے اس کا رشتہ قوی ہو، جس کے مظاہر درج ذیل چیزوں میں نظر آتے ہیں:

ا- اللہ پر بھروسہ اور توکل کرتا ہو، اپنے معاملات اللہ ہی کے سپرد کرتا ہو، اللہ فرماتا ہے: ﴿وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُۥٓ﴾ [سورة الطلاق: 3].

ترجمہ: اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہو گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے خیال کے پاس ہوں، اور میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب وہ مجھ کو یاد کرتا ہے، اگر وہ مجھ کو اپنے جی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اور اگر مجمع میں مجھ یاد کرتا ہے تو میں اس کو اس مجمع میں یاد کرتا ہوں جو اس کے مجمع سے بہتر ہے (یعنی فرشتوں کے مجمع میں)......" الحدیث[1]

۲- کثرت سے ذکر الٰہی کا اہتمام کرتا ہو، اذکار واوراد کا پابند ہو، بہ طور خاص قرآن سے گہرا ربط رکھتا ہو جسے اللہ نے اس کے لئے نور، ہدایت وراستی، رحمت اور دل کے روگ اور ہر

---

(1) اسے بخاری نے روایت کیا ہے: دیکھیں: فتح الباری: (۱۳/ ۳۹۵) حدیث نمبر: (۷۴۰۵)، مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے: (۴/ ۲۰۶۱) حدیث نمبر: (۲۶۷۵)، دیکھیں: اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیہ الشیخان: (۳/ ۲۱۹) حدیث نمبر: (۱۷۱۳)

بیماری کے لئے شفا بنایا ہے، قرآن سب سے بڑا ذکر ہے، اس سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے، اللہ فرماتا ہے:

﴿ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَتَطۡمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكۡرِ ٱللَّهِۗ أَلَا بِذِكۡرِ ٱللَّهِ تَطۡمَئِنُّ ٱلۡقُلُوبُ ٢٨ ﴾ [سورة الرعد:28].

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔

٣- وقت پر ذکر واذکار اور دعاء ومناجات کی پابندی کرتا ہو۔

٤- اللہ سے بکثرت یہ دعا کرتا ہو کہ اللہ اسے اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

چھٹی صفت: یہ حتمی عقیدہ رکھتا ہو کہ قرآن تمام بیماریوں کے لئے شفاء محض ہے، جب اسباب مہیا اور رکاوٹیں زائل ہو جائیں تو اذن الٰہی سے شفا حاصل ہو جاتی ہے، بسا اوقات سبب کے فقدان اور رکاوٹ کے پائے جانے کی وجہ سے شفا حاصل ہونے میں تاخیر بھی ہو سکتی ہے یا نہیں بھی حاصل ہو سکتی ہے۔

ساتویں صفت: اس کے پاس شرعی علم سے اچھی خاصی واقفیت ہو، بہ طور خاص رقیہ اور جھاڑ پھونک کے بارے میں جانکاری رکھتا ہو، ثابت شدہ ضابطے اور اسلامی آداب کی روشنی میں شرعی رقیہ کا اہتمام کرتا ہو، اور شرکیہ اور نامعلوم جھاڑ پھونک سے بالکلیہ اجتناب کرتا ہو۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ((باب: جب اس باب کی اصلیت معلوم ہو جائے تو ہم اسے یہ عرض کریں گے کہ: مظلوم کا دفاع اور اس کی مدد کرنا جائز، بلکہ مستحب اور بسا اوقات واجب ہو جاتا ہے، اس لئے کہ بہ قدر امکان مظلوم کی مدد کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے.... نیز: اس سے مظلوم کی پریشانی اور مصیبت دور کی جاتی ہے..... لیکن اس کی مدد کرتے ہوئے اللہ اور رسول کے احکام کے مطابق عدل وانصاف کو ملحوظ رکھا جائے گا، مثلا شرعی دعا اور ذکر، ظلم وزیادتی کی ممانعت، (پریشان کرنے والا اگر) انسان ہو تو اسے بھلائی کا حکم اور برائی سے باز رہنے کی تلقین، اسی طرح (انسان کے علاوہ اگر کوئی اور جنس ہو تو) اس کے حق میں بھی وہ سب چیزیں درست ہیں جو کسی انسان کے حق میں روا ہیں، مثال کے طور پر زیادتی پر اسے ڈانٹنا، دھمکی دینا، لعن طعن کرنا اور سب وشتم کے ساتھ پیش آنا))(1)۔

دم کرنے والے کے لئے یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ پریشان کرنے والے یہ شیطان جھوٹے ہوتے ہیں، ان کی بات کو سچ نہ مانا جائے، دروغ گوئی ان پر غالب رہتی ہے، جیسا کہ ابو ہریرہ کے اس قصہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس میں تین دن تک جن سے ان کی بات ہوئی، پھر جن نے انہیں سوتے وقت سورہ فاتحہ پڑھنے کی وصیت کی: ((اس نے تم سے سچ کہا جب کہ وہ بڑا جھوٹا ہے))(2)۔

---

(1) مجموع الفتاوی: (۱۹/۴۹-۵۰)

(2) اسے امام بخاری نے کتاب الوکالۃ، باب: إذا وکل رجلا فترک الوکیل شیئا، فأجازہ الوکیل فھو جائز میں تعلیقا روایت کیا ہے، دیکھیں: فتح الباری: (۴/۵۶۸) حدیث نمبر:

ان کی بات کو ہرگز سچ نہ مانے، بلکہ دم کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ مریض کے اہل خانہ کو یہ تنبیہ کر دے کہ جھاڑ پھونک کرتے ہوئے جن جو کچھ بھی بولے وہ اس کی تصدیق بالکل نہ کریں، اس لئے کہ وہ جھوٹا ہے، ان کی تصدیق کرنا جائز نہیں، کیوں کہ وہ اپنی باتوں کے ذریعہ سازش و مکاری کر کے مریض اور اس کے رشتہ داروں یا دوستوں کے درمیان بغض و نفرت کی آگ بھڑکانا چاہتا ہے۔

علاوہ ازیں اس سے اتنی ہی بات کرے جتنی کہ ناگزیر ہو، گفتگو کا سلسلہ دراز نہ کرے، اس لئے کہ جب قاری قرآن کی تلاوت چھوڑ کر اس سے بات کرنے لگتا ہے تو وہ لمبی سانس لیتا ہے، اور تلاوت قرآن کی جو تاثیر اس پر ہوتی ہے اسے کم کرنے کا اسے موقع مل جاتا ہے، لہذا اس سے متنبہ رہنا ضروری ہے۔

آٹھویں صفت: جس کو دم کرتا ہو اسے بھی اور (اس کے اوپر سوار ہونے والے) جن کو بھی بھلائی کا حکم دے کر اور برائی سے روک کر اللہ کی طرف بلاتا ہو، جب بیمار کے اوپر نافرمانی کے کچھ آثار نظر آئیں تو اسے بھلائی کا حکم دے اور برائی سے روکے، دین الہی پر قائم

(۲۳۱۱، ۳۲۷۵، ۵۰۱۰)، امام نسائی نے اس حدیث کو عمل الیوم واللیلۃ میں موصولا ذکر کیا ہے: (ص ۲۷۸)، حدیث نمبر: (۹۶۵)، نیز السنن الکبری میں بھی اسے روایت کیا ہے: (۹/ ۳۵۰) حدیث نمبر: (۱۰۷۲۹)، حافظ ابن حجر نے اس حدیث کے موصولا مروی ہونے کے بارے میں فتح الباری میں گفتگو کی ہے، دیکھیں: (۴/ ۵۶۹)

رہنے کی رہنمائی کرے، اور یہ وضاحت کرے کہ اس کے ساتھ جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ اس کے گناہوں کی وجہ سے ہو رہا ہے، جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَآ أَصَٰبَكُم مِّن مُّصِيبَةٖ فَبِمَا كَسَبَتۡ أَيۡدِيكُمۡ وَيَعۡفُواْ عَن كَثِيرٖ ۝٣٠ ﴾ [سورة الشورى:30].

ترجمہ: تمہیں جو کچھ بھی مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوت کا بدلہ ہے، اور وہ تو بہت سی باتوں سے درگزر فرما دیتا ہے۔

اس لئے کہ بیمار آدمی اس حالت میں بات سننے اور وعظ ونصیحت قبول کرنے کے لئے آمادہ رہتا ہے۔

علاوہ ازیں اگر جن کافر ہو تو اسے اسلام کی دعوت دے، اسے مریض کے اندر سے نکلنے پر مجبور کرے، اسے تکلیف پہنچانے سے منع کرے اور ضرورت اور جگہ کے حساب سے اسے وعظ ونصیحت بھی کرے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ:((چونکہ جنات ایک زندہ اور عقلمند مخلوق ہے جنہیں اوامر پر کاربند رہنے اور نواہی سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے، ان کے اعمال پر ثواب وعقاب مرتب ہوتے ہیں، ان کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث بھی کیا گیا اس لئے مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ انسانوں کی طرح انہیں بھی اللہ اور رسول کی شریعت کے مطابق معروف کا حکم دے، منکر سے روکے، اور اسی طرح انہیں اللہ کی طرف بلائے جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی دعوت دی، اگر وہ ظلم وزیادتی کریں تو ان کے ساتھ ظالموں کے

ساتھ کیا جانے والا سلوک کریں، جس طرح انسانوں کے ظلم کو دفع کیا جاتا ہے اسی طرح ان کے ظلم کو بھی دفع کریں...))

ابن تیمیہ مزید کہتے ہیں کہ:((... مقصود یہ ہے کہ جنات جب انسانوں پر ظلم وزیادتی کریں تو انسانوں کی طرح انہیں بھی اللہ اور رسول کے احکام سے باخبر کیا جائے گا، ان پر حجت قائم کی جائے گی، انہیں بھلائی کا حکم دیا جائے گا، برائی سے روکا جائے گا، اس لئے کہ اللہ کا فرمان ہے:﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ [سورة الإسراء:15].

ترجمہ: اور ہماری سنت نہیں کہ رسول بھیجنے سے پہلے ہی عذاب کرنے لگیں۔

نیز اللہ فرماتا ہے:

﴿يَٰمَعْشَرَ ٱلْجِنِّ وَٱلْإِنسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ ءَايَٰتِى وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا﴾ [سورة الأنعام:130]. (1)

ترجمہ: اے انسان اور جنات کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم میں سے ہی پیغمبر نہیں آئے تھے، جو تم سے میرے احکام بیان کرتے اور تم کو اس آج کے دن کی خبر دیتے؟۔

نویں صفت: یہ کہ رقیہ (جھاڑ پھونک کی دعائیں) کتاب الٰہی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت شدہ دعاؤں سے ماخوذ ہوں اور ان پر ہی اکتفا کیا جائے، ان کے اندر دیگر تمام چیزوں سے کفایت اور بے نیازی ہے۔

---

(1) مجموع الفتاوی:(۱۹/۳۹-۴۳)

دسویں صفت: مریض کی عیب پوشی کرے، ان کے رازواسرار کو افشانہ کرے، ان کے حالات اور ان کے ساتھ پیش آمدہ واقعات سے کسی کو باخبر نہ کرے، الا یہ کہ مصلحت اور ضرورت ہو تو اتنی ہی بات بتائے جس سے بات بن جائے۔

گیارہویں صفت: مریض کی حوصلہ افزائی کرے، اسے تسلی دے، اسے اور اس کے اہل خانہ کو شفایابی کی امید دلائے، اس لئے کہ انسان اگر شفایابی کو محسوس کرنے لگے تو مرض کم ہونے لگتا ہے، جیسا کہ مریض کی عیادت کے وقت ڈاکٹر بتاتے ہیں۔

ابن قیم کہتے ہیں:((باب: حوصلہ بخشی اور تسلی و دلاسا کے ذریعہ مریض کے علاج کرنے کا نبوی طریقہ، ابن ماجہ نے اپنے سنن میں حضرت ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:((جب تم مریض کی عیادت کے لئے جاؤ تو اسے امید اور دلاسا دلاؤ، اس لئے کہ یہ کوئی چیز ٹال تو نہیں سکتا لیکن اس سے مریض کا دل ضرور بہلتا ہے اور اسے تسلی ملتی ہے))[1]۔

اس حدیث میں ایک بہترین نسخہ اور عمدہ علاج بتایا گیا ہے، وہ یہ کہ اس میں ایسی باتوں کی رہنمائی کی گئی ہے جس سے بیمار آدمی کے دل کو تسلی ملتی ہے، اس کی قوت فزوں تر ہو جاتی ہے اور اس کے اندرون کی حرارت بڑھ جاتی ہے، جس سے بیماری یا تو ختم ہی ہو جاتی ہے یا کم ہو جاتی ہے جو کہ علاج کے اثر انداز ہونے کا اصل مقصد ہوتا ہے۔

---

(1) امام نووی، ابن حجر اور البانی نے اسے ضعیف کہا ہے: دیکھیں: الاذکار: (ص ۱۲۷)، موسوعۃ ابن حجر الحدیثیۃ: (۸،۴/۲)، الضعیفۃ: حدیث نمبر: (۱۸۴)

مریض کو تسلی دلانے، اس کا حوصلہ بڑھانے، اور اس کو خوشی پہنچانے سے اس کی بیماری کو دور یا کم کرنے میں بڑا تعجب خیز اثر ہوتا ہے، اس سے انسانی روح اور قوت کو توانائی ملتی ہے، اور طبیعت کو تکلیف دور کرنے میں مدد ملتی ہے، لوگوں کا مشاہدہ بتلاتا ہے کہ بہت سے مریض ایسے ہیں کہ جب ان کے چاہنے والے اور ان کا احترام کرنے والے ان کی عیادت کو جاتے ہیں تو ان کی طاقت بحال ہو جاتی ہے، انہیں دیکھتے ہی وہ اٹھ بیٹھتے ہیں، ان کی انس و محبت اور ان کے ساتھ گفت و شنید انہیں اتنا راس آتا ہے کہ وہ بیماری کو گویا بھول ہی جاتے ہیں، متعلقین کی عیادت کا یہ ایک بڑا فائدہ ہے، جب کہ اس کے فائدے چار قسم کے ہیں: ایک قسم وہ جس سے خود مریض کو فائدہ ہوتا ہے، دوسری قسم وہ جس سے عیادت کرنے والا مستفید ہوتا ہے، تیسری وہ جس سے مریض کے اہل خانہ بہرہ مند ہوتے ہیں اور چوتھی قسم کا فائدہ وہ ہے جس سے عوام مستفید ہوتی ہے))[1]۔

تیسرا حصہ: مریض میں ان صفات کا پایا جانا ضروری ہے

دم کرنے والے میں جن صفات کا پایا جانا ضروری ہے، ان کا ذکر ہو چکا ہے، مریض کے لئے بھی اُن صفات سے متصف ہونا لازم ہے، جو کہ مختصرا یہ ہیں:

۱- صحیح عقیدہ

۲-اللہ کے لئے اخلاص

۳-اطاعت الٰہی پر استقامت

---

(1) زاد المعاد فی ہدی خیر المعاد: (۱۱۶/۴)

۴- اللہ کی نافرمانی سے دوری

۵- قوت ایمانی

۶- یہ عقیدہ رکھنا کہ قرآن شفا ہے

۷- یہ یقینی اعتقاد کہ نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ وحدہ لا شریک لہ ہیں ، اور شفا اللہ کے کلام کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ دم کرنے والے کی وجہ سے ، یہ الگ بات ہے کہ دم کرنے والے بھی تقوی وپرہیز گاری اور نیکوکاری میں ایک دوسرے سے متفاوت ہوتے ہیں ، اس لئے ان کے دم کرنے کا اثر بھی تقوی وپرہیز گاری کے اعتبار سے زیادہ یا کم ہوتا ہے ، لیکن فائدہ صرف اللہ اور اللہ کی کتاب کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے ، ساتھ ہی یہ عقیدہ بھی رکھے کہ قرآن ہر کسی کے لئے شفا ہے ، اور کوئی بھی مسلمان قرآن سے شفا حاصل کر سکتا ہے۔

۸- نتیجہ حاصل کرنے کے سلسلے میں عجلت وجلد بازی سے کام نہ لے ، جب نتیجہ حاصل نہ ہو تو مایوسی کا شکار نہ ہو ، ہم ذکر کر چکے ہیں کہ کس طرح ایک صحابی نے تین دن تک صبح وشام ایک مریض کو دم کیا اور مایوس نہ ہوئے ، اس کے بعد مریض کو شفایابی ملی۔

جھاڑ پھونک میں یہ بھی ضروری ہے کہ مسلسل قرآن پڑھتا رہے اور منقطع نہ کرے ، اسی لئے جو آدمی شک وتردد کی بیماری میں مبتلا ہو اسے خود ہی اپنے اوپر یا اس کے گھر کے کسی فرد کو اس کے اوپر قرآن پڑھنا چاہئے ، اس لئے کہ دم کرنے والا عام طور پر زیادہ دیر تک

قرآن نہیں پڑھتا، لیکن مریض یا اس کے قریبی رشتہ دار تو اس کی سلامتی اور صحت یابی کے لئے ہر ممکن کوشش کر سکتے ہیں۔

علاوہ ازیں یہ بھی ضروری ہے کہ قرآن پڑھتے ہوئے جب تھکاوٹ ہونے لگے، یا ڈر محسوس ہو، یا نیند طاری ہونے لگے تو پڑھنا نہ چھوڑے، اس لئے کہ قاری کو تلاوت قرآن سے روکنے کے لئے شیطان یہ حربے اپناتا ہے، اس کا دفاع قرآن کی تلاوت سے ہی کیا جائے کیوں کہ قرآن ایسا ہتھیار ہے جس کے مقابلے میں سارے ہتھیار زیر اور توانا سے توانا دشمن بھی ڈھیر ہو جاتا ہے۔

۹-مصیبت پر صبر کرے اور اللہ سے اجر وثواب کی امید رکھے اور اللہ کی تقدیر اور فیصلے پر رضامندی کا مظاہرہ کرے۔

۱۰-اللہ سے یہ حسن ظن رکھے کہ اللہ ضرور شفا عطا کرے گا، اور اللہ ہی سے آسانی اور کشادگی کی امید رکھے۔

۱۱-عزم وہمت کو مضبوط اور ارادے کو پختہ رکھے، جس پریشانی میں مبتلا ہو اسے دفع کرنے کے لئے اپنا حوصلہ بلند رکھے اور کبھی ہار نہ مانے، اس لئے کہ نفس پر اس کا بڑا اثر ہوتا ہے، جیسا کہ ابن قیم رحمہ اللہ کے قول میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔

۱۲-جب تک دم کرنے والے کے بارے میں یہ نہ معلوم ہو جائے کہ وہ صحیح عقیدہ کا حامل اور شریعت کی مخالفت سے دور رہنے والا قابل اعتماد آدمی ہے تب تک اس سے دم کرانے کے لئے نہ جائے، کیوں کہ جادوگر، کاہن اور قیافہ شناس کے پاس جانا حرام ہے[1]۔

چوتھا حصہ: وہ مخالفتیں جن سے اجتناب ضروری ہے:

دم کرنے سے متعلق ذیل میں بعض ایسی مخالفتیں ذکر کی جارہی ہیں جن سے بچنا نہایت ضروری ہے، تاکہ گناہ اور شریعت کی خلاف ورزی سے محفوظ رہا جا سکے، اس لئے کہ آج آپ دم کر رہے ہیں اور کل آپ کو اس کا بدلہ ملنے والا ہے، اور اللہ کے روبرو وہی کام آپ کے لئے نجات کا باعث ہو سکتا ہے جو خالص اللہ کے لئے ہو اور جسے آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں انجام دیا ہو۔

- **یہ کچھ خلاف ورزیاں ہیں جن سے آپ اجتناب کریں:**

پہلی خلاف ورزی: مال بٹورنے کا فتنہ، ایسا نہ ہو کہ آپ کا مقصد صرف مال بٹورنے میں سمٹ کر رہ جائے، اس لئے کہ انسان فطری طور پر مال کی چاہت رکھتا، اس کو پانے کے لئے تگ ودو کرتا اور خرچ کرنے میں بخل سے کام لیتا ہے، سوائے اس کے جس پر رب مہربان ہو، اللہ تعالی پوری نوع انسانیت کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَإِنَّهُۥ لِحُبِّ ٱلۡخَيۡرِ لَشَدِيدٌ ۝٨﴾ [سورة العاديات:8].

(1) اس کی حرمت اور اس کے دلائل کی تفصیل جاننے کے لئے دیکھیں: مؤلف کی کتاب: تبصیر البشر فی تحریم السحر (ص:۲۹)

ترجمہ: یہ مال کی محبت میں بھی بڑا سخت ہے۔

مفسرین[1] کے مطابق آیت میں (خیر) سے مراد مال ہے۔

اللہ فرماتا ہے:

﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ ٱلشَّهَوَٰتِ مِنَ ٱلنِّسَآءِ وَٱلْبَنِينَ وَٱلْقَنَٰطِيرِ ٱلْمُقَنطَرَةِ مِنَ ٱلذَّهَبِ وَٱلْفِضَّةِ وَٱلْخَيْلِ ٱلْمُسَوَّمَةِ وَٱلْأَنْعَٰمِ وَٱلْحَرْثِ ۗ ذَٰلِكَ مَتَٰعُ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ۖ وَٱللَّهُ عِندَهُۥ حُسْنُ ٱلْمَـَٔابِ ﴿١٤﴾ ﴾ [سورة آل عمران:14].

ترجمہ: مرغوب چیزوں کی محبت لوگوں کے لئے مزین کر دی گئی ہے، جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشاندار گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی، یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور لوٹنے کا اچھا ٹھکانہ تو اللہ تعالی ہی کے پاس ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو دنیا (کی حقیقت) سے ہوشیار کیا ہے اور فرمایا ہے: ((دنیا ظاہر میں شیریں اور سبز ہے (جیسے تازہ میوہ) اللہ تعالی تم کو دنیا میں حاکم کرنے والا ہے، پھر دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو، تو دنیا سے بچو (یعنی ایسی دنیا جو اللہ سے غافل کر دے) اور عورتوں سے بچو اس لئے کہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں سے ہی شروع ہوا))[2]۔

(1) تفسیر طبری: (۱۰/۲۴)، تفسر ماوردی: (۶/۳۲۶)

(2) اسے امام مسلم نے: (۴/۲۰۹۸) حدیث نمبر: (۲۷۴۲) میں، احمد نے اپنے مسند: (۱۷/۲۶۱) حدیث نمبر: (۱۱۱۶۹) میں، نسائی نے الکبری: (۸/۳۰۲) حدیث نمبر: (۹۲۲۴) میں اور بیہقی نے الکبری: (۷/۹۲) حدیث نمبر: (۱۳۳۰۱) میں روایت کیا ہے۔

بہت سے دم کرنے والے اس کشادہ چراگاہ سے اپنا چارہ حاصل کرنے میں لگے ہوئے ہیں، ان کا مقصد صرف اور صرف مال بٹورنا ہے، اس لئے اس سے ہوشیار رہنا ضروری ہے، یہ الگ بات ہے کہ جھاڑ پھونک کے عوض معقول اجرت لینا جائز ہے اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی ہے جیسا کہ گزر چکا ہے، لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ معقول مقدار ہی میں ہو، نہ یہ کہ مال کمانے کے لئے ہی جھاڑ پھونک کرتا ہو، لوگ اس سلسلے میں بہت آگے بڑھ چکے ہیں، اللہ ہی ہماری مدد کرے۔

دوسری مخالفت: عورتوں کا فتنہ، میرے اسلامی بھائی! بہ طور خاص دم کرنے والے عورتوں کے فتنہ سے ہوشیار رہیں، اس لئے کہ امت کے نبی ناصح وامین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میں نے اپنے بعد عورتوں سے زیادہ مردوں کو نقصان پہنچانے والا کوئی فتنہ نہیں چھوڑا (یہ اکثر خلاف شرع کام کرتی ہیں اور جو زن مرید ہوتے ہیں انہیں مجبور بنادیتی ہیں)۔ اوراوپر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی گزرا ہے کہ: (دنیا اور عورتوں سے بچتے رہو)، دم کرنے والے کے لئے لازم ہے کہ اجنبی عورت کو دم کرتے ہوئے اسے چھونے سے اجتناب کرے، اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: (تم میں سے کسی کے سر میں

لوہے کے تار سے مارا جائے یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہیں)[1]۔

یہ بھی ضروری ہے کہ: عورت کے ساتھ خلوت وتنہائی میں رہنے سے بچے، اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (کوئی شخص کسی ایسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے جو اس کے لئے حلال نہیں، کیوں کہ ان کا تیسرا شیطان ہوتا ہے)[2]۔ اس لئے عورت کے ساتھ محرم کا رہنا ضروری ہے۔

نیز یہ بھی لازم ہے کہ: اس کی خوبصورتی پر نظر نہ ڈالے بلکہ نگاہ نیچی رکھے، اس لئے کہ اللہ فرماتا ہے:

﴿قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا۟ مِنْ أَبْصَـٰرِهِمْ وَيَحْفَظُوا۟ فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ خَبِيرٌۢ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿٣٠﴾﴾ [سورة النور:30].

(1) اسے امام طبرانی نے الکبیر: (۲۰/ ۲۱۲) حدیث نمبر: (۴۸۷) میں روایت کیا ہے اور ہیثمی (۴/ ۳۲۶) میں کہا ہے کہ: اس کے رواۃ صحیح کے رواۃ ہیں اور امام البانی نے الصحیحۃ: (۲۲۶) میں اسے صحیح کہا ہے۔

(2) اسے امام احمد نے اپنے مسند: (۲۴/ ۴۶۲) حدیث نمبر: (۱۵۶۹۶) میں، نسائی نے الکبری: (۸/ ۲۸۳) حدیث نمبر: (۹۱۷۵) میں اور ترمذی نے اپنے سنن: (۴/ ۳۴۵) حدیث نمبر: (۲۱۶۵) میں اسے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، جب کہ علامہ البانی نے سلسلۃ صحیحۃ میں اسے صحیح قرار دیا ہے: (۴۳۰)

ترجمہ: مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں، یہی ان کے لئے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالی سب سے خبر دار ہے۔

تیسری خلاف ورزی: جنات اور شیطان کی مدد نہ لے، کیوں کہ اس کے جواز کی کوئی دلیل نہ تو کتاب الہی میں ہے، نہ احادیث رسول میں اور نہ ہی اقوال صحابہ میں، اس کو جائز قرار دینے سے برائی کا ایک ایسا دروازہ کھل جائے گا کہ جس کی تباہ کاریوں کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے، سمجھنے کی بات ہے کہ ان کی جھوٹ اور سچ میں کیسے کوئی فرق کر سکتا ہے؟ اگر وہ جھوٹ بھی بولے تو کوئی کیسے اس کا محاسبہ کر سکتا ہے؟ اس کی بات کی تصدیق کیسے ممکن ہو سکتی ہے؟ جب یہ معلوم ہی نہ ہو سکے کہ مریض کے بارے میں جو کچھ بھی وہ بول رہا ہے وہ صحیح ہے یا غلط، تب تک کیسے یہ ممکن ہے کہ محض اس کی باتوں کی بنیاد پر مریض پر کوئی حکم لگایا جائے اور اس کی بنا پر مریض کے ساتھ کچھ کیا جائے؟ جب کہ انسان کی بات کی تصدیق کئے بغیر کسی پر کوئی حکم لگانا ممکن نہیں تو یہ جانتے ہوئے کہ جنات جھوٹے ہوتے ہیں، ان کی بات سے کوئی حکم کیسے لگایا جا سکتا ہے؟ ان کی کذب بیانی کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (اس نے تم سے سچ کہا جب کہ وہ بہت جھوٹا ہے)[1]۔

(1) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے۔

یہ بھی جان رکھیں کہ جن علماء نے جنات کی مدد لینے کو جائز کہا ہے جیسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ [1] اور ہمارے استاد شیخ ابن عثیمین [2]، انہوں نے کچھ شروط کے ساتھ اسے جائز قرار دیا ہے، یہ الگ بات ہے کہ ہم اسے بالکلیہ جائز نہیں سمجھتے، خواہ شروط پائے جائیں یا نہیں، اور ماضی سے لے کر اب تک جمہور امت کی یہی رائے رہی ہے [3]۔

مؤلف: جسے عمل تنویم کہا جاتا ہے وہ بھی شیطان سے مدد لینے کے ضمن میں داخل ہے جو کہ حرام اور ناجائز ہے۔

سعودی عرب کی دائمی کمیٹی برائے افتاء اور علمی مقالات کا فتوی ہے کہ:

((عمل تنویم (مسمریزم) کہانت کی ایک قسم ہے اس کے اندر جن کے استعمال سے معمول پر غلبہ پایا جاتا ہے اور عامل جن معمول کے ارادے پر گرفت مضبوط کرکے اس سے کام کراتا ہے، معمول عامل کی زبان بولنے لگتا ہے، اسے بعض کام کرنے کی قوت حاصل ہو جاتی ہے، اگر جن عامل کے ساتھ سچ بولے اور جن کی فرمائش کے مطابق اس کا تقرب حاصل کرنے پر عامل کی کچھ بات مان لے، اور معمول کو عامل کے تابع کردے اور اس سے جو کرنے کہا جائے وہ سب کرے اور جو بھی پوچھا جائے جن کی مدد سے اس کی خبر دے

---

(1) مجموع فتاوی ابن تیمیہ: (۱۱/۳۰۷)، (۱۹/۶۲)

(2) مجموع فتاوی ورسائل ابن عثیمین: ص(۴۹)

(3) اس سلسلے میں دائمی کمیٹی برائے افتاء کا فتوی دیکھیں جسے اس بحث کے اخیر میں ذکر کیا گیا ہے۔

، بشرطیکہ جن اس کے ساتھ راست گوئی سے کام لے ، اس طریقہ کو اپنا کر عمل تنویم (مسمریزم) کا غلط استعمال کیا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ چوری کی ہوئی چیز ، یا گمشدہ کی جگہ کا پتہ چلانے ، مریض کے علاج کی تشخیص کرنے یا کوئی اور بھی کام کو انجام دینے کے لئے عمل تنویم کے ناجائز طریقے کو استعمال میں لایا جاتا ہے ۔ (یہ صرف ناجائز نہیں) بلکہ شرک ہے ؛ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا، کیونکہ ایسا کرنا عمومی اسباب جو اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنی مخلوقات کے لئے پیدا کیے ہیں اور جن کو مباح قرار دیا ہے ، کو چھوڑ کر غیر اللہ کی جانب رجوع کرنا ہے ۔))[1] ۔

چوتھی خلاف ورزی: پانی اور مٹی وغیرہ پر پڑھ کر دم کرنے کے سلسلے میں زیادہ توسع اختیار کرنے سے بچا جائے ، کچھ لوگ پانی کی بڑی سی ٹنکی میں تو کچھ لوگ پانی کے ڈرام میں ہی دم کر دیتے ہیں ، کچھ لوگ ایسے ہیں جو دم کئے ہوئے پانی کو دو قسموں میں تقسیم کرتے ہیں : ایک قسم جس میں ترکیز کے ساتھ دم کیا گیا ہو اور دوسری جو ایسی نہ ہو ۔ یہ اور اس طرح کی دیگر خرافاتی چیزوں سے بچنا ضروری ہے ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ، صحابہ کرام اور احسان کے ساتھ ان کے نقش قدم پر چلنے والے تابعین کے طریقہ کو لازم پکڑنا اور ان کی مخالفت سے دور رہنا واجب ہے ، اس بحث کے اخیر میں اس سے متعلق لجنہ دائمہ کا فتوی ذکر کیا جائے گا ۔

پانچویں خلاف ورزی: اے دم کرنے والے ! اپنے ارد گرد لوگوں کی کثرت اور بھیڑ سے دھوکا نہ کھائیں ، ہو سکتا ہے یہ شیطانی جال ہو جس کے ذریعہ وہ آپ کو اپنی سازش کا شکار بنا کر

---

(1) فتاوی اللجنۃ الدائمۃ:(۱/۴۰۱)، مجموع فتاوی ومقالات ابن باز:(۳/۳۱۳)

آپ کو دھوکے میں رکھنا چاہتا ہو، تاکہ آپ کی لاشعوری میں اللہ کے سوا لوگوں کو آپ کا دامن گیر بنائے رکھے۔

چھٹی خلاف ورزی: بلا علم کے بات بنانے سے گریز کریں، مثال کے طور پر مریض کے بارے میں بغیر کسی یقینی علم کے یہ کہ دیں کہ اس پر جادو کا اثر ہے یا اسے یہ ہے تو وہ ہے، جب کہ آپ کو اس کی حتمی جانکاری بھی نہ ہو کہ آپ کی بات شریعت کی رو سے درست ہے بھی یا نہیں۔

ساتویں خلاف ورزی: بہت سے دم کرنے والے مریض کو بے دردی سے زدوکوب کرتے، کرنٹ دے کر اسے بے ہوش کر دیتے یا گلا گھونٹ کر اسے اذیت دیتے ہیں، ان سب سے بچنا ضروری ہے، اس لئے کہ مریض کی شفایابی یا اس کے اندر سے جنات کے نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے سامنے قرآن کی تلاوت کی جائے نہ کہ اس طرح کی اذیتوں میں اسے مبتلا کیا جائے[1]۔

آٹھویں خلاف ورزی: مریض کے دل میں مایوسی ڈالنے یا اسے یہ احساس دلانے سے گریز کیا جائے کہ اس کی بیماری دور نہیں ہو سکتی، بلکہ دم کرنے والے کے لئے کوئی بھی ایسی بات کہنا یا کوئی ایسا کام کرنا جائز نہیں جس کے ذریعہ وہ مریض کو اپنے دام فریب میں لے کر اسے اپنے در کا گدائی بنالے اور وہ بار بار اس کے دروازے کا چکر لگانے پر مجبور ہو جائے۔

---

(1) ان مخالفات کے بارے میں تفصیلی گفتگو کے لئے رجوع کریں: فتح القول المبین: (ص ۱۴۱ اور اس کے بعد)

نویں خلاف ورزی: اجتماعی تلاوت سے بچا جائے کیوں کہ اس سے بڑے نقصانات مرتب ہوتے ہیں، کتنے ایسے مریض ہیں کہ اپنے سامنے ان حالات کو دیکھنے کی وجہ سے ان کی بیماری بڑھ گئی، یا دوگنی ہوگئی، یا وہ گھبراہٹ کی وجہ سے دوسری بیماریوں کا شکار ہوگئے، دائمی کمیٹی برائے افتاء نے اس کی ممانعت کا فتوی دیا ہے جسے اس بحث کے اخیر میں ذکر کیا جائے گا۔

دسویں خلاف ورزی: ان تمام خرافات اور دجل وفریب سے بچا جائے جن کے بارے میں کچھ لوگ یہ زعم رکھتے ہیں کہ ان کے ذریعہ جن کو انسانی جسم سے نکالنے میں مدد ملتی ہے، جیسے کہ مریض کے پاس کسی بھیڑیا کو لانا، یا مریض کو بھیڑئے کے پاس سے گزارنا، یا ہر مریض کو بھیڑئے کی چمڑی سونگھنے پر مجبور کرنا وغیرہ، یہ سب حرام چیزیں ہیں، دائمی کمیٹی برائے افتاء نے اس کی تحریم کا فتوی دیا ہے جس کا ذکر بحث کے اخیر میں آنے والا ہے۔

گیارہویں خلاف ورزی: دم کرتے وقت مائکروفون سے یا مسافت کی دوری کی وجہ سے موبائل کے ذریعہ (دعا ومناجات) پڑھنا، دائمی کمیٹی برائے افتاء نے اس کی ممانعت کا فتوی دیا ہے جس کا ذکر آرہا ہے۔

بارہویں خلاف ورزی: کچھ لوگوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ وہ بڑی بڑی انگوٹھیاں بناتے ہیں جن پر کچھ آیتیں، ذکر کے کلمات اور دعائیں نقش ہوتی ہیں، ان میں سے کچھ جادو کے لئے خاص ہوتے ہیں تو کچھ نظر بد کے لئے، جب کہ کچھ جنوں سے متاثرین کے لئے مختص ہوتے ہیں، دائمی کمیٹی نے اس کی تحریم کا فتوی دیا ہے جس کا ذکر اس بحث کے اخیر میں کیا گیا ہے۔

تیرہویں خلاف ورزی: جنات کو آگ کی سزا دینا یا اسے آگ سے جلانا درست وجائز نہیں، اس لئے کہ آگ کے رب کے سوا کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ کسی کو آگ کی سزا دے ، جیسا کہ صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے[1]۔

چودہویں خلاف ورزی: کاغذ میں قرآن کی آیتیں اور ذکر کے کلمات لکھ کر بیمار کے جسم پر رکھنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ یہ تعویذ کے حکم میں ہے۔

میرے اسلامی بھائی ! آپ کی خدمت میں سعودی عرب کی دائمی کمیٹی برائے علمی مقالات وافتاء کی جانب سے ہمارے استاد شیخ ابن باز کی صدارت میں جاری کردہ وہ فتاوی پیش کئے جارہے ہیں جو جھاڑ پھونک کے سلسلے میں دس قسم کی خلاف ورزیوں کے بیان پر مشتمل ہیں، جن میں سے اکثر کا ذکر اوپر کے سطور میں گزر چکا ہے:

دائمی کمیٹی برائے افتاء کہتی ہے:((الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ.....، وبعد: دائمی کمیٹی برائے علمی تحقیقات وافتاء اس سوال سے مطلع ہوئی جو عالی جناب مفتی عام کے پاس اسلامی معاملات، اوقاف اور دعوت وارشاد کے وزیر عالی مرتبت کی جانب سے آیا ، جس کے ساتھ وہ میمورنڈم بھی ضم کیا ہوا ہے جسے وزارت برائے اسلامی امور اور کمیٹی برائے امر بالمعروف والنہی عن المنکر کی شاخ قصیم کے نمائندہ نے تیار کیا ہے، اور جسے کبار

---

(1) یہ صحیح حدیث ہے جسے امام احمد نے اپنے مسند: (۲۵/۴۲۱) حدیث نمبر: (۱۶۰۳۴) میں، ابوداؤد نے اپنے سنن: (۳/۵۵) حدیث نمبر: (۲۶۷۳) میں روایت کیا ہے، دیکھیں: سلسلۃ صحیحۃ: حدیث نمبر: (۴۸۷)

علماء کی کمیٹی کی جانب سے فتوی کمیٹی کی طرف تحویل کیا گیا ہے، اس کا نمبر: (۱۳۹/س) اور تاریخ: ۸/۱/۱۴۱۸ھ ہے، یہ میمورنڈم مختلف سوالات پر مشتمل ہے، فتوی کمیٹی نے ان کا درج ذیل جواب دیا ہے:

پہلا سوال: زعفران ملے ہوئے پانی میں دعاء پڑھنا، پھر اسمیں کاغذات ڈبونا، پھر انہیں خشک کرنا، اسکے بعد انہیں پانی سے تر کرنا، اور پھر انہیں پینا کیسا ہے؟

جواب: زعفران ملا ہوا پانی پڑھنا، پھر اس پانی میں کاغذات ڈبونا اور انہیں لوگوں کے درمیان اس مقصد سے فروخت کرنا کہ ان سے شفاء حاصل کی جائے، یہ عمل ناجائز اور اسے روکنا واجب ہے؛ اس لئے کہ یہ لوگوں کا مال ناجائز طریقہ سے کھانے کی ایک چال ہے، اور اس کا تعلق اس شرعی رقیہ سے نہیں ہے جس کے جواز کی صراحت بعض علماء نے فرمائی ہے، وہ یہ ہے کہ کاغذ یا کسی اور پاک چیز پر صاف صاف قرآنی آیات لکھی جائیں، پھر اس تحریر کو دھولیا جائے اور اس کا دھوون پیا جائے۔

دوسرا سوال:

یہ بات کہاں تک درست ہے کہ مریض دعاء پڑھنے کے دوران نظر بد کرنے والے کا تصور کرے، یا جھاڑ پھونک کرنے والا اس سے یہ مطالبہ کرے کہ مریض اس کا تصور کرے جس سے اسے نظر بد لگی ہے؟۔

جواب: مریض پر دم یا جھاڑ پھونک کے دوران نظر بد کرنے والے کا تصور کرنا، اور دعاء پڑھنے والے کا اسے یہ حکم دینا ایک شیطانی عمل ہے، جو جائز نہیں، کیونکہ یہ شیاطین سے مدد طلب کرنا ہے، یہ شیطان ہی ہوتا ہے جو اس انسانی شکل میں اس کے تصور میں آتا ہے جس سے اسے نظر لگی ہے، یہ عمل حرام ہے، کیونکہ اس میں شیاطین سے مدد طلب کرنا ہے، اور یہ لوگوں کے مابین دشمنی کا سبب اور لوگوں کے درمیان خوف اور رعب پھیلانے کا باعث بنتا ہے، جو اللہ تعالی کے اس فرمان کے ضمن میں آتا ہے:

﴿وَأَنَّهُۥ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ ٱلْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ ٱلْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ۝٦﴾ [سورة الجن:6].

ترجمہ: بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے۔

تیسرا سوال: عورت کے جسم کو چاہے وہ اس کا ہاتھ ہو یا اس کی پیشانی یا گردن، بغیر کسی حائل کے براہ راست چھونا، اس دلیل سے کہ اس سے جسم کے اندر موجود جن پر تنگی اور دباؤ پیدا کرنا مقصود ہے۔ اور ایسا بالخصوص اسپتالوں میں ڈاکٹروں کے طرف سے ہوتا ہے، تو اس کے لئے کیا ضابطے ہو سکتے ہیں؟

جواب: دم یا جھاڑ پھونک کرنے والے کے لئے عورت کے جسم کے کسی حصہ کو چھونا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں فتنہ ہے، اور اسے چاہئے کہ بغیر بدن کو چھوئے دعاء وغیرہ پڑھے،

اور جھاڑ پھونک کرنے والے اور طبیب کے عمل میں فرق ہے، کیونکہ طبیب جس جگہ کا علاج کرنا چاہتا ہے اسے چھوئے بغیر اس کی تشخیص ناممکن ہوتی ہے، جبکہ جھاڑ پھونک کرنے والا تو پڑھتا اور پھونکتا ہے اس کے لئے تو چھونے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

چوتھا سوال: اس کا کیا حکم ہے کہ: بڑی بڑی انگوٹھیاں بنائی جائیں جن میں آیات ، ذکر کے کلمات اور دعائیں نقش ہوں ، کچھ جادو کے علاج کے لئے خاص ہوں تو کچھ نظر بد کے علاج کے لئے ، جب کہ کچھ جنوں سے نجات دلانے کے لئے مختص ہوں ، پھر انگوٹھی کو زعفران ملے ہوئے پانی میں ڈبو کر کاغذ پہ اس کا چھاپ چھوڑا جائے ، اور اسے پانی میں دھو کر اس کا دھوئن پیا جائے ؟

جواب: دم کرنے والے کے لئے یہ جائز نہیں کہ انگوٹھیوں میں قرآنی آیات اور دعائیں لکھے اور اسے زعفران ملے ہوئے پانی میں ڈبوئے ، پھر ان انگوٹھیوں کی چھاپ کاغذ پر چھوڑے تاکہ وہ لکھے ہوئے کاغذ کے درجے میں آجائے ، پھر ان اوراق کو دھو کر ان کا دھوئن پیا جائے ، اس لئے (یہ جائز نہیں) کہ دم کرنے والے اور جس کو دم کیا جارہا ہے دونوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ دعاء اور آیت لکھتے ہوئے یہ عقیدہ رکھے کہ شفا قرآن کی وجہ سے ملتی ہے (نہ کہ زعفران ، انگوٹھی اور پانی کا اس میں کوئی عمل دخل ہوتا ہے)۔

پانچواں سوال: اس کا کیا حکم ہے کہ مریض سے یہ طلب کیا جائے کہ وہ بھیڑئے کی کھال کو سونگھے، اور یہ دعوی کیا جائے کہ اس سے یہ پتہ چل جاتا ہے کہ اس کے اندر جن ہے یا نہیں؟ اس لئے کہ ان کے زعم کے مطابق جن بھیڑئے سے ڈرتا ہے، اس سے دور بھاگتا اور اس کی موجودگی کو محسوس کرتے ہی بے چین ہو جاتا ہے۔

جواب: دم اور جھاڑ پھونک کرنے والے کے لئے یہ جائز نہیں کہ یہ پتہ چلانے کے لئے کہ بیمار جن سے متاثر ہے یا نہیں، بھیڑئے کی کھال کا استعمال کرے، اس لئے کہ یہ فاسد عقیدہ اور ایک قسم کی شعبدہ بازی ہے، ہر حال میں اس سے باز رہنا ضروری ہے، ان کا یہ کہنا کہ: جن بھیڑئے سے ڈرتا ہے، محض خرافات ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔

چھٹا سوال: جھاڑ پھونک کے دوران لاؤڈ اسپیکر پر قرآن کریم کی تلاوت یا لمبی مسافت ہونے پر ٹیلیفون کے ذریعہ، یا ایک بڑی جماعت پر ایک ہی وقت میں پڑھنا کیسا ہے؟۔

جواب: جھاڑ پھونک کے لئے ضروری ہے کہ مریض پر براہ راست کیا جائے، لاؤڈ اسپیکر یا ٹیلیفون کے ذریعہ نہ ہو؛ کیونکہ یہ جھاڑ پھونک کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضي الله عنہم اور تابعین کے طرز عمل کے خلاف ہے، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہمارے دین میں کسی چیز کو ایجاد کیا جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ چیز مردود ہے[1]۔

(1) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے (ص:٦١)

ساتواں سوال: نظر بد یا جادو کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے جنات سے مدد حاصل کرنے، نیز جادو اور نظر بد کے سلسلے میں کسی شخص کے جسم پر سوار جنّی کی باتوں کی تصدیق کرنے، اور ان باتوں کے مطابق عمل کرنے کا کیا حکم ہے ؟۔

جواب: مرض کی کیفیت اور اس کے علاج کے سلسلے میں جانکاری کے لئے جنات سے مدد حاصل کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ جنات سے مدد حاصل کرنا شرک ہے، چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَأَنَّهُۥ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ ٱلْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ ٱلْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ﴿٦﴾﴾ [سورة الجن:6].

ترجمہ: بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے۔

نیز اللہ تعالی نے فرمایا کہ:

﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا يَٰمَعْشَرَ ٱلْجِنِّ قَدِ ٱسْتَكْثَرْتُم مِّنَ ٱلْإِنسِ ۖ وَقَالَ أَوْلِيَآؤُهُم مِّنَ ٱلْإِنسِ رَبَّنَا ٱسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَآ أَجَلَنَا ٱلَّذِىٓ أَجَّلْتَ لَنَا ۚ قَالَ ٱلنَّارُ مَثْوَىٰكُمْ خَٰلِدِينَ فِيهَآ إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿١٢٨﴾﴾ [سورة الأنعام:128].

ترجمہ: اور جس روز اللہ تعالی تمام خلائق کو جمع کرے گا، (کہے گا) اے جنات کی جماعت! تم نے انسانوں میں سے بہت سے اپنا لئے، جو انسان ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے کہیں گے اے ہمارے پروردگار! ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ حاصل کیا تھا اور ہم اپنی اس معین میعاد تک آپہنچے جو تو نے ہمارے لئے معین فرمائی، اللہ فرمائے گا کہ تم سب کا ٹھکانہ

دوزخ ہے جس میں ہمیشہ رہوگے ، ہاں اگر اللہ ہی کو منظور نہ ہو تو دوسری بات ہے۔بے شک آپ کا رب بڑی حکمت والا بڑا علم والا ہے۔

اور آپس میں ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسانوں نے جنات کے ساتھ عظمت واحترام کا معاملہ کیا، ان کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا، ان سے پناہ طلب کی، اور اس کے بدلے میں جنات نے ان کی خواہش کے مطابق ان کی خدمت کی، اور جن چیزوں کا انسانوں نے مطالبہ کیا وہ ان کے لئے حاضر کر دیا، اور ان ہی چیزوں میں سے یہ ہے کہ جنات بیماری کی نوعیت اور اس کے اسباب کو انسانوں کے سامنے بیان کرتے ہیں، اور یہ وہ چیزیں ہوتی ہیں جو صرف جنات ہی جانتے ہیں، اور یہ جنات جھوٹ بھی بولتے ہیں، یہ بھروسہ کے لائق نہیں ہوتے ہیں، اس لئے ان کی تصدیق کرنا جائز نہیں ہے۔

آٹھواں سوال: مریض کے پاس کئی گھنٹوں تک قرآنی آیات کی تلاوت کے لئے ٹیپ ریکارڈر چالو کرنا، اور ایسی مخصوص آیات کو الگ کر کے سنانا جو جادو اور نظر بد اور جنوں سے تحفظ سے متعلق ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟۔

جواب: تلاوت اور دعاؤں کے لئے ٹیپ ریکارڈر کا استعمال رقیہ میں کچھ مفید نہیں ہے، کیونکہ جھاڑ پھونک ایک ایسا عمل ہے جسے کرنے کے وقت نیت واعتقاد کی ضرورت ہوتی ہے، اور اس میں براہ راست مریض پر پھونکنا ہوتا ہے جو مشین سے حاصل نہیں ہو سکتا۔

نواں سوال: ایسے اوراق جن پر قرآن اوراذکار لکھے ہوئے ہوں، ان کو جسم کے کسی حصہ پر چپکانا، مثال کے طور پر سینہ یا کوئی دوسری جگہ، یا اسے پیسٹ کر داڑھ کے دانتوں پر رکھنا، یا شرعی دعاؤں کا کچھ تعویذ بنانا، اسے چمڑے میں لپیٹنا اور بستر یا دوسری جگہوں پر رکھنا، اور قرآن، ذکر اور دعاؤں کا تعویذ لٹکانا کیسا ہے؟۔

جواب: ایسے اوراق کو جسم یا کسی خاص حصہ پر چپکانا جن پر قرآن یا دعاؤں میں سے کوئی چیز لکھی ہوئی ہو، یا ان کو بستر کے نیچے رکھنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس کا شمار اس ممنوعہ تعویذ میں ہوتا ہے جس کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں آیا ہے: جس نے تعویذ لٹکایا اللہ اس کے لئے (اس کا کام) مکمل نہ کرے[1] - نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جھاڑ پھونک، تعویذ گنڈا اور جادو شرک ہے[2] ۔

---

(1) اس حدیث کو امام احمد نے مسند: (۲۸/۶۲۳) حدیث نمبر: (۱۷۴۰۴)، ترمذی نے اپنے جامع: (۴/۴۰۳) حدیث نمبر: (۲۰۷۲)، حاکم نے مستدرک: (۴/۲۱۴) حدیث نمبر: (۷۵۰۳)، بیہقی نے السنن الکبری: (۹/۳۵۱) حدیث نمبر: (۱۹۳۹۵) میں روایت کیا ہے، اور اسے البانی نے صحیح الترمذی میں حسن کہا ہے: (۵/۷۲) حدیث نمبر: (۲۰۷۲)

(2) اسے امام احمد نے اپنے مسند: (۶/۱۱۰) حدیث نمبر: (۳۶۱۵)، ابوداؤد نے اپنے سنن: (۴/۹) حدیث نمبر: (۳۸۸۳)، ابن ماجہ نے اپنے سنن: (۲/۱۱۶۶) حدیث نمبر: (۳۵۳۰)، حاکم نے مستدرک: (۴/۴۶۳) حدیث نمبر: (۸۲۹۰) میں روایت کیا ہے، اور کہا

دسواں سوال: کچھ دعائیں وارد نہیں ہیں، مثال کے طور پر یہ دعا:((حجر یابس , شهاب قابس , ردّت عين الحاسد عليه , وعلى أحب الناس إليه))

جواب: اس دعا کی کوئی حقیقت نہیں ہے، اس سے معصوم کے اوپر زیادتی ہوتی ہے، اس کا استعمال جائز نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے دین میں نہیں وہ مردود ہے))۔

وصلى الله وسلم على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم

دائمی کمیٹی برائے تحقیقی مقالات وافتاء:

صدر: عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز

نائب صدر: عبد العزیز بن عبد اللہ بن محمد آل الشیخ

رکن: بکر بن عبد اللہ ابو زید

رکن: صالح بن فوزان الفوزان))(1)

ہے کہ: اس حدیث کی اسناد شیخین کی شرط پر ہے، بیہقی نے: (۹/۳۵) حدیث نمبر: (۱۹۳۸۷) میں روایت کیا ہے اور البانی نے صحیحہ میں روایت کیا ہے: حدیث نمبر: (۲۹۷۲)۔

(1) دائمی کمیٹی برائے تحقیق مقالات وافتاء–دوسرا مجموعہ–(۱/۹۰) فتوی نمبر: (۲۰۳۶۱)

خاتمہ:

اس اہم موضوع پر تحقیق اور تحریر کرنے کے بعد درج ذیل نتائج سامنے آئے:

۱-جسمانی بیماری ہو یا دل کا روگ، روحانی مرض ہو یا حسی پریشانی، قرآن تمام بیماریوں کے لئے شفا ہے۔

۲- قرآن تمام مسلمانوں کے لئے شفا ہے۔

۳- قرآن کی شفا کسی خاص انسان کے پڑھنے کی وجہ سے نہیں حاصل ہوتی، بلکہ یہ ہر انسان کے لئے شفا ہے اور کسی بھی مسلمان کے پڑھنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔

۴-شفا قرآن کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ دم اور جھاڑ پھونک کرنے والے کی وجہ سے۔

۵- قرآن سے شفا حاصل کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور آپ کے اقرار سے ثابت ہے اور صحابہ کرام اور تابعین عظام کا بھی اس پر عمل رہا ہے۔

٦- قرآن سے شفا حاصل کرنے کے لئے قرآن پڑھنے پر اکتفا کیا جا سکتا ہے، کبھی پڑھ کر (بغیر تھوک کے) پھونکا بھی جا سکتا ہے، یا پڑھنے کے بعد لعاب کے ساتھ بھی پھونکا جا سکتا ہے، یا پڑھنے اور پھونکنے کے ساتھ مرض کی جگہ پر ہاتھ بھی پھیرا جا سکتا ہے۔

۷- قرآن سے شفا حاصل کرنے کے سلسلے میں بہت سے لوگ جہالت ونا آشنائی اور غفلت کے شکار ہیں، اس لئے طالبان علم دین کے لئے ضروری ہے کہ اسے عوام کے سامنے لائیں اور لوگوں کو اس کی دعوت دیں۔

۸- قرآن سے شفا حاصل کرتے ہوئے رقیہ (جھاڑ پھونک) کے آداب کا پورا لحاظ رکھنا اور شریعت نے اس کے جو شروط متعین کئے گئے ہیں ان پر کاربند رہنا نہایت ضروری ہے۔

۹- قرآن سے شفا حاصل کرنے کے جو طریقے اور کیفیات وارد ہوئے ہیں ان کا التزام بھی ناگزیر ہے۔

۱۰- نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد صحیح دعاؤں کے ذریعہ شفا حاصل کرنا مشروع ہے۔

۱۱- پانی میں جھاڑنا اور دم کرنا شریعت سے ثابت ہے۔

۱۲- دم کرنے کا یہ طریقہ بھی مشروع ہے کہ دعا پڑھتے ہوئے زمین پر انگلی رکھی جائے پھر اسے مریض کے جسم پر رکھا جائے۔

۱۳۔ اس طرح بھی دم کرنا جائز ہے کہ کاغذ پر قرآن کی آیات لکھی جائیں، پھر اسے پانی میں ڈال کر مریض کو وہ پانی پلایا جائے، لیکن اس سے اجتناب کرنا زیادہ بہتر ہے۔

۱۴- دم کرنے کے بدلے تھوڑے بہت پیسے لینا بھی جائز ہے، بشرطیکہ اس میں مبالغہ آرائی نہ کی جائے (اور اس کو پیشہ نہ بنایا جائے)۔

والحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات

فہرست مصادر

نمبر شمار	کتاب	تالیف	تحقیق	طباعت	سن طباعت
۱	أحكام الرقى والتمائم	ڈاکٹر فھد بن ضويان السحيمي		أضواء السلف	پہلی طباعت 1419ھ
۲	الأذكار	محي الدين، أبو زكريا، يحيى بن شرف النووي،		المكتبة الإسلامية، استنبول، ترکیا	چوتھی طباعت
۳	أسد الغابة في معرفة الصحابة	ابو الحسن علي بن محمد مشهور بابن الأثير		نشر المكتبة الإسلامية	
۴	أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن	الشيخ محمد الأمين بن محمد المختار الشنقيطي		اشاعت: عالم الكتب -بيروت	
۵	الأعلام	خير الدين الزركلي		اشاعت: دار العلم للملايين- بيروت	چھٹی طباعت 1984م
۶	إكمال المعلم	أبو الفضل، عياض	تحقیق ڈاکٹر /	اشاعت	پہلی طباعت

	بفوائد مسلم	بن موسى اليحصبي (ت544ھ)	يحيى إسماعيل	دار الوفاء	1419ھ
۷	الأوسط	ابو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير الطبراني(ت 360ھ)	طارق عوض الله وزميله	دار الحرمين القاهرة	1415ھ
۸	التاريخ الكبير	الإمام محمد بن إسماعيل البخاري		مؤسسة الكتب الثقافية, بيروت	
۹	تبصير البشر بتحريم السحر	ڈاکٹر / علي بن غازي التويجري		اشاعت: دار النصيحة	پہلی طباعت ۱۴۲۸ھ
۱۰	التبيان في إعراب القرآن	ابو البقاء، عبد الله بن الحسين العكبري	علي محمد البجاوي	مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركائه	
۱۱	تذكرة الحفاظ	محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي		دار إحياء التراث.	

۱۲	تفسير البحر المحيط	محمد بن يوسف، مشهور بأبي حيان الأندلسي		دار الفكر	دوسری طباعت 1403ھ-198م
۱۳	تفسير الطبري المسمى: جامع البيان عن تأويل آي القرآن	محمد بن جرير الطبري	عبد الله بن عبد المحسن التركي	اشاعت: دار هجر	پہلی طباعت ۱۴۲۲ھ
۱۴	تفسير الفخر الرازي المشتهر بالتفسير الكبير ومفاتيح الغيب	فخر الدين الرازي، محمد بن عمر مشهور بخطيب الري		دار الفكر	تیسری طباعت ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء
۱۵	تفسير القرآن العظيم	ابو الفداء، إسماعيل بن عمر بن كثير الدمشقي	مصطفى السيد وزملاؤه	دار عالم الكتب	پہلی طباعت 1425ھ
۱٦	تفسير القرآن العظيم	عبد بن محمد بن إدريس، مشهور بابن أبي حاتم	أسعد الطيب	اشاعت: مكتبة نزار الباز-مكة	تیسری طباعت ۱۴۲۴ھ

				المكرمة	
١٧	تفسير القرطبي المسمى الجامع لأحكام القرآن	ابوعبد الله، محمد بن أحمد الأنصاري القرطبي			
١٨	تفسير الماوردي المعروف بالنكت والعيون	ابو الحسن، علي بن محمد بن حبيب الماوردي، (ت 450ھ)		نشر دار الكتب العلمية، بيروت	پہلی طباعت ١٤١٢ھ
١٩	تقريب التهذيب	حافظ أحمد بن علي، مشهور بابن حجر	أبو الأشبال صغير أحمد شاغف	دار العاصمة- الرياض	پہلی طباعت ١٤١٦ھ
٢٠	التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد	ابو عمر، يوسف بن عبد الله ابن محمد بن عبد البر النمري الأندلسي، (ت 463ھ)		دار الفاروق الحديثة للطباعة والنشر	پہلی طباعت ١٤٢٠ھ
٢١	تهذيب الكمال في أسماء الرجال	جمال الدين أبو الحجاج يوسف المزي	ڈاکٹر/بشار عواد معروف	مؤسسة الرسالة	پہلی طباعت ١٤٠٥ھ
٢٢	تيسير الكريم	شيخ عبد الرحمن ابن	تقديم محمد	منشورات	١٤٠٨ھ

	الرحمن في تفسير كلام المنان	ناصر السعدي	زهري النجار	دار المدني جدة	
۲۳	الجامع الصحيح، وهو سنن الترمذي	ابو عيسى، محمد بن سورة الترمذي	أحمد شاكر	شركة مكتبة مصطفى البابي الحلبي -مصر	دوسری طباعت 1398ھ-1978ء
۲۴	الجواب الكافي لمن سأل عن الدواء الشافي	محمد بن أبو بكر أيوب الزرعي أبو عبد الله		دار الكتب العلمية- بيروت	
۲۵	خطبة الحاجة التي كان رسول الله ﷺ يعلمها أصحابه	محمد ناصر الدين الألباني		مكتبة المعارف الرياض	پہلی طباعت ۱۴۲۱ھ
۲۶	الدر المصون	شهاب الدين، أحمد بن يوسف السمين	ڈاکٹر أحمد الخراط	دار القلم- دمشق	پہلی طباعت ۱۴۱۶ھ
۲۷	الدر المنثور في التفسير المأثور	جلال الدين، عبد الرحمن السيوطي	عبد الله بن عبد المحسن التركي	اشاعت: دار هجر	پہلی طباعت ۱۴۲۴ھ

۲۸	الديباج على صحيح مسلم بن الحجاج	حافظ عبد الرحمن السيوطي	أبو إسحاق الحويني	دار ابن عفان	پہلی طباعت ۱۴۱۶ھ
۲۹	ذکر أخبار اصفهان	ابو نعيم احمد بن عبد الله الإصبهاني	عبد الوهاب عبد الواحد	الدار العلمية دلهي الهند	دوسری طباعت ۱۴۰۵ھ
۳۰	زاد المعاد في هدي خير العباد	ابن قيم الجوزية	شعيب الأرنؤوط وعبد القادر الأرنؤوط	مؤسسة الرسالة	تیسری طباعت 1406ھ-1986ء
۳۱	روح البيان	إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي الحنفي الخلوتي		دار إحياء التراث العربي	
۳۲	روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني	محمود الآلوسي البغدادي		دار الفكر-بيروت	
۳۳	زاد المسير	ابو الفرج عبد الرحمن بن الجوزي		المكتب الإسلامي	پہلی طباعت
۳۴	سلسلة	شيخ محمد ناصر الدين		المكتب	

	الأحاديث الصحيحة	الألباني		الإسلامي- بيروت	
٣٥	السلسلة الضعيفة	تأليف وتخريج: محمد ناصر الدين الألباني		اشاعت: المكتب الإسلامي	پانچویں طباعت ١٤٠٥ھ
٣٦	سنن ابن ماجة	حافظ أبو عبد الله، محمد بن يزيد القزويني	محمد فؤاد عبد الباقي	دار الفكر للطباعة والنشر	
٣٧	سنن أبي داود	حافظ أبو داود، سليمان بن أشعث السجستاني	محمد محيي الدين عبد الحميد	المكتبة العصرية، صيدا- بيروت	
٣٨	سنن الدار قطني	حافظ علي بن عمر الدار قطني		عالم الكتب -بيروت	چوتھی طباعت 1406ھ- 1986ء
٣٩	السنن الكبرى	إمام أبو بكر، أحمد بن الحسين البيهقي		دار المعرفة- بيروت	
٤٠	السنن الكبرى	أبو عبد الرحمن،		مؤسسة	پہلی طباعت

		أحمد بن شعیب النسائي،(ت 303ھ)		الرسالة	۱۴۲۲ھ
۴۱	صحیح سنن ابن ماجة	محمد ناصر الدین الألباني		المکتب الإسلامي- بیروت	تیسری طباعت
۴۲	صحیح سنن أبي داود	محمد ناصر الدین الألباني		المکتب الإسلامي- بیروت	پہلی طباعت
۴۳	صحیح موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان	محمد ناصر الدین الألباني		اشاعت دار الصمیعي	پہلی طباعت ۱۴۲۲ھ
۴۴	شرح الحدیث المقتفي في مبعث النبي المصطفی	شهاب الدین أبي محمد عبد الرحمن بن إسماعیل الشافعي المعروف بأبي شامة المقدسي	جمال عزون	مکتبة العمرین العلمیة- الشارقة	پہلی طباعت 1420ھ- 1999ء
۴۵	شرح سنن أبي داود	شیخ عبد المحسن بن حمد العباد	آپ کے دروس کا مجموعہ		

			جو کہ مکتبہ شاملہ میں تحریری شکل میں موجود ہے		
٤٦	شرح السنة	إمام الحسين بن مسعود البغوي	شعیب الأرنؤوط، ومحمد زهير الشاويش		دوسری طباعت ١٤٠٣ھ
٤٧	شرح معاني الآثار	أبو جعفر، أحمد بن محمد بن سلامة الأزدي، مشهور بالطحاوي		دار الکتب العلمية	دوسری طباعت 1407ھ
٤٨	شرح النووي على مسلم	ابوزكريا، يحيى بن شرف النووي		دار إحياء التراث العربي	
٤٩	شعب الإيمان، ويسمى بالجامع لشعب الإيمان	ابو بكر أحمد بن الحسين البيهقي		الدار السلفية بالهند	پہلی طباعت ١٤١٦ھ
٥٠	الصحاح	إسماعيل بن حماد الجوهري	أحمد عبد الغفور عطار	دار العلم للملايين-	تیسری طباعت ١٤٠٤ھ

				بیروت	
۵۱	صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان	علاء الدین علي بن بلبان الفارسي	شعیب الأرنؤوط	مؤسسة الرسالة	تیسری طباعت ۱۴۱۸ھ
۵۲	صحیح الجامع الصغیر وزیادته	محمد ناصر الدین الألباني		المکتب الإسلامي	تیسری طباعت ۱۴۰۲ھ
۵۳	صحیح سنن الترمذی	محمد ناصر الدین الألباني		اشاعت: المکتب الإسلامي- بیروت	پہلی طباعت ۱۴۰ھ
۵۴	صحیح مسلم	أبو الحسین مسلم بن الحجاج القشیري	محمد فؤاد عبد الباقي	دار إحیاء التراث العربي- بیروت.	
۵۵	طبقات المفسرین	محمد بن علي بن احمد الداوودي		دار الکتب العلمیة	پہلی طباعت ۱۴۰۳ھ
۵۶	عارضة الأحوذي شرح صحیح الترمذي	أبو بکر محمد بن عبد الله مشهور بابن العربي المالکي		نشر دار الکتاب العربي	

۵۷	عمل اليوم والليلة	احمد بن محمد بن إسحاق الدينوري مشهور بابن السني	کوثر البرني	دار القبلة للثقافة, وموسسة علوم القران	
۵۸	عون المعبود شرح سنن أبي داود	ابو الطيب، محمد شمس الدين الحق العظيم آبادي		دار الفكر- بيروت	تیسری طباعت
۵۹	الفتاوى الذهبية في الرقى الشرعية	جمع: خالد بن عبد الرحمن		دار الوطن	پہلی طباعت ۱۴۱۷ھ
۶۰	فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء	جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش		مكتبة العبيكان	دوسری طباعت ۱۴۲۱ھ
۶۱	فتح الباري شرح صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن	حافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني	تحقيق: شيخ عبد العزيز بن باز ترتيب: محمد فواد عبد الباقي	دار الريان للتراث- القاهرة،	پہلی طباعت ۱۴۰۷ھ

	إسماعيل البخاري				
٦٢	فتح الحق المبين في علاج الصرع والسحر والعين	ڈاکٹر عبد الله بن محمد الطيار	دار الوطن		دوسری طباعت ۱۴۰۷ھ
٦٣	فتح القدير الجامع بين فني الرواية والدراية من علم التفسير	محمد بن علي الشوكاني	ڈاکٹر عبد الرحمن عميرة	اشاعت: دار الأندلس الخضراء بجدة	پہلی طباعت 1415ھ- 1994ء.
٦٤	الفتوحات الربانية على الأذكار النووية	محمد بن علان الصديقي الشافعي مشهور بابن علان		دار إحياء التراث العربي, بيروت.	
٦٥	الكشاف	ابو القاسم جار الله، محمود بن عمر، مشهور بالزمخشري		دار المعرفة- بيروت، توزيع دار الباز	

٦٦	لسان العرب	ابو الفضل، جمال الدين، محمد بن مكرم مشهور بابن منظور		دار الفكر عن طبعة دار صادر- بيروت	
٦٧	اللؤلؤ والمرجان فيما اتفق عليه الشيخان	محمد فؤاد عبد الباقي		دار إحياء التراث العربي- بيروت.	
٦٨	مجلة الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة العدد (26)			مطبع الجامعة الإسلامية	
٦٩	مجمع الزوائد ومنبع الفوائد	نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي		دار الكتاب العربي بيروت	تیسری طباعت ۱۴۰۲ھ
٧٠	مجموع الفتاوى	شيخ الإسلام ابن تيمية، أبو العباس، تقي الدين، أحمد بن عبد الحليم	جمع: عبد الرحمن بن قاسم النجدي وابنه محمد	اشاعت: الرئاسة العامة لشئون الحرمين،	

				تنفیذ: مکتبۃ الحدیثۃ، اشاعت: إدارۃ المساجد العسکریۃ بالقاھرۃ	
۷۱	مجموع فتاوی ومقالات متنوعۃ	عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز		شرکۃ العبیکان	تیسری طباعت ۱۴۰۲ھ
۷۲	محاضرۃ للشیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز	قسم العقیدۃ- مجموعۃ المکتبۃ الشاملۃ			
۷۳	المحرر الوجیز في تفسیر الکتاب العزیز	قاضي أبو محمد، عبد الحق بن غالب بن عطیۃ	عبد اللہ بن إبراھیم الأنصاري وزملاؤہ	دار الخیر ط الثانیۃ بإشراف وزارۃ الأوقاف والشؤون	

				الإسلامية بقطر	
۷۴	مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح	علي بن سلطان محمد القاري		طبع دار الفكر بيروت	
۷۵	المستدرک على الصحيحين: وبذيله تلخيص المستدرک للذهبى	اعبد الله، محمد بن عبد الله، المعروف بالحاكم		دار الكتب العلمية بيروت	
۷۶	مصنف ابن أبي شيبة المسمى (الكتاب المصنف)	حافظ ابو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيب		دار التاج، بيروت	پہلی طباعت ۱۴۰۹ھ
۷۷	معالم السنن	ابو سليمان حمد بن محمد الخطابي	محمد حامد الفقي	مكتبة السنة المحمدية	
۷۸	المعجم الكبير	ابو القاسم، سليمان بن أحمد الطبراني	حمدي السلفي	نشر مكتبة ابن تيمية-	

				القاهرة	
۷۹	معجم المناهي اللفظية	بكر بن عبد الله أبو زيد		اشاعت: دار العاصمة	تیسری طبعات ۱۴۰۷ھ
۸۰	المنتخب من مسند عبد بن حميد	مصطفى العدوي		دار بلنسية	دوسری طباعت ۱۴۲۳ھ
۸۱	المنتقى من فتاوى	شيخ صالح الفوزان			
۸۲	موسوعة الحافظ ابن حجر العسقلاني الحديثية	جمع: وليد أحمد الحسين اور ان کے رفقاء		سلسلة إصدارات مجلة	پہلی طباعت
۸۳	الموطأ	إمام مالک بن أنس الأصبحي	محمد فؤاد عبد الباقي	دار إحياء العربي - بيروت	
۸۴	النهاية في غريب الحديث والأثر	ابو السعادات المبارک بن محمد الجزري، المعروف بابن الأثير	طاهر أحمد الراوي، ومحمود محمد الطناحي	دار الكتب - بيروت	

فہرست موضوعات

صفحہ	موضوعات
	مقدمہ
	موضوع کی اہمیت اور اسے اختیار کرنے کے اسباب
	مقالہ کا خاکہ
	مقالہ کا منہج
	پہلا باب: قرآن شفا حاصل کرنے کی مشروعیت پر دلالت کرنے والے قرآن وحدیث کے دلائل
	پہلا حصہ: قرآن کی وہ آیات جو قرآن سے شفا حاصل کرنے پر دلالت کرتے ہیں اوران کی تفسیر
	پہلی آیت: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ﴾
	آیت کی تفسیر
	فائدہ: قرآن کی رحمت، ہدایت اور شفا کو مومنوں کے ساتھ کیوں خاص کیا گیا ہے
	یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ قرآن سے شفا حاصل کرنا درست ہے
	دوسری آیت: ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾
	آیت کی تفسیر

فائدہ: یہ وضاحت کہ پورا قرآن شفا ہے نہ کہ صرف اس کا بعض حصہ	
یہ آیت قرآن سے شفا حاصل کرنے پر دلالت کرتی ہے	
تیسری آیت: ﴿ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدىً وَشِفَاءٌ ﴾	
آیت کی تفسیر	
فائدہ: یہ وضاحت کہ قرآن کی شفا صرف دل کی بیماریوں کے لئے نہیں ہے بلکہ اس میں جسمانی امراض بھی شامل ہیں	
یہ آیت قرآن سے شفا حاصل کرنے پر دلالت کرتی ہے	
دوسرا حصہ: قرآن سے شفا حاصل کرنے پر دلالت کرنے والی احادیث اور ان کی وضاحت	
پہلی حدیث: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث: ((وما يدريك أنها رقية؟))	
دوسری حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث:(إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللَّهِ)	
یہ حدیث قرآن سے شفا حاصل کرنے پر دلالت کرتی ہے	
تیسری حدیث: خارجہ بن الصلت اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں: ((كل لعمري من أكل برقية باطل لقد أكلت برقية حق))	
یہ وضاحت کہ یہ حدیث قرآن سے شفا حاصل کرنے پر دلالت کرتی ہے	
چوتھی حدیث: عائشہ رضی اللہ کی روایت ہے کہ: «أن النبي ﷺ كان إذا اشتكى نفث على نفسه بالمعوذاتومسح عنه بيده، فلما اشتكى	

وجعه..»	
یہ حدیث قرآن سے شفا حاصل کرنے پر دلالت کرتی ہے	
پانچویں حدیث: عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں: ((عالجیها بکتاب الله)).................	
قرآن سے شفا حاصل کرنے کے جواز پر اس حدیث کی دلالت	
چھٹی حدیث: عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا مَرِضَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِهِ نَفَثَ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ، فَلَمَّا مَرِضَ مَرَضَهُ الَّذِى مَاتَ فِيهِ.........	
یہ حدیث قرآن کے سے شفا حاصل کرنے پر دلالت کرتی ہے	
ساتویں حدیث: عوف بن مالک الاشجعی کی روایت ہے: ((اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ، لاَ بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ)).........................	
یہ حدیث قرآن سے شفا حاصل کرنے پر دلالت کرتی ہے	
آٹھویں حدیث: جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: :((مَن استطاع منكم أن ينفعَ أخاه فَلْيَفْعَلْ))	
قرآن سے شفا حاصل کرنے کے جواز پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے	
دوسرا باب: قرآن سے شفا حاصل کرنے کے طریقے، دم کرنے اور کرانے والے کے اوصاف، اور شریعت کی وہ خلاف ورزیاں جن سے اجتناب ضروری ہے	
پہلا حصہ: قرآن وسنت سے علاج کرنے کے وہ طریقے اور صفات جو نبی صلی اللہ	

علیہ وسلم سے وارد ہیں	
پہلا طریقہ: دم کرتے ہوئے صرف دعا پڑھے	
دوسرا طریقہ: پڑھ کر ایسے پھونکے (کہ اس میں لعاب دہن نہ ہو)	
تیسرا طریقہ: پڑھنے کے بعد لعاب دہن کے ساتھ پھونکے	
چوتھا طریقہ: پڑھنے کے ساتھ مرض والی جگہ پر ہاتھ پھیرے	
پانچواں طریقہ: تکلیف والی جگہ پر ہاتھ رکھ کر پڑھے پھر اس پر ہاتھ پھیرے	
چھٹا طریقہ: پڑھنے کے بعد مرض کی جگہ پر ہاتھ پھیر کر پھونکے	
ساتواں طریقہ: پڑھنے کے ساتھ اپنی انگلی پر تھوک رکھ کر اسے زمین پر رکھے، پھر اسے مریض کے جسم پر رکھے	
مسالہ: حدیث میں وارد (ہماری زمین) سے مراد صرف مدینہ ہے؟	
آٹھواں طریقہ: پانی میں نمک ملائے، پھر اسے تکلیف والی جگہ پر ملے اور ساتھ ہی ڈسنے والی دعا بھی پڑھے	
نواں طریقہ: پڑھنے کے ساتھ مٹی کو پانی میں ملائے اور اس میں پھونکے، پھر اسے مریض کے جسم پر ڈالے	
دسواں طریقہ: قرآن کی کوئی آیت لکھی جائے، اسے پانی میں ڈالا جائے پھر اسے پیا جائے یا اس سے غسل کیا جائے	
دوسرا حصہ: دم کرنے والے میں ان صفات کا پایا جانا ضروری ہے:	
پہلی صفت: صحیح عقیدہ کا حامل ہو	

دوسری صفت: اللہ کے لئے مخلص ہو اور دم کرنے کا مقصد اللہ کی رضاجوئی ہو	
تیسری صفت: اطاعت الٰہی پر قائم ہو اور فرائض کا پابند ہو	
چوتھی صفت: اللہ کی نافرمانی اور منہیات سے دور رہتا ہو	
پانچویں صفت: ایمان مضبوط ہو اور اللہ سے گہرا لگاؤ رکھتا ہو	
چھٹی صفت: اس کا حتمی اعتقاد رکھتا ہو کہ قرآن تمام بیماریوں کے لئے شفاء کامل ہے	
ساتویں صفت: شریعت کا اچھا خاصہ علم ہو، خصوصا دم اور جھاڑ پھونک کرنے سے متعلق اچھی جانکاری رکھتا ہو	
آٹھویں صفت: خواہ اس کے پاس آنے والے مریض ہوں یا جنات، انہیں امر بالمعرف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ اللہ کی طرف بلاتا ہو	
نویں صفت: دم اور جھاڑ پھونک صرف قرآن کی آیات اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت دعاؤں کے ذریعہ کرتا ہو	
دسویں صفت: مریض کی عیب پوشی کرتا ہو، اس کے راز افشانہ کرتا ہو اور ان اس کے حالات سے دوسروں کو آگاہ کرتا ہو	
گیارہویں صفت: مریض کی حوصلہ افزائی کرتا ہو، اس کو تسلی اور شفایابی کی امید دلاتا ہو	
تیسرا حصہ: وہ صفات جن سے مریض کا متصف ہونا ضروری ہے	
چوتھا حصہ: شریعت کی ان خلاف ورزیوں سے بچنا ضروری ہے	
پہلی خلاف ورزی: مال بٹورنے کا فتنہ	

دوسری خلاف ورزی: عورتوں کا فتنہ	
تیسری خلاف ورزی: جنات ازر شیطان سے مدد حاصل کرنا	
چوتھی خلاف ورزی: پانی اور تیل میں پڑھ کر پھونکنے کے سلسلے میں توسع اختیار کرنا	
پانچویں خلاف ورزی: دم کرنے والے کے پاس لوگوں کی کثرت اور بھیڑ سے دھوکا کھانا	
چھٹی خلاف ورزی: بغیر علم کے بات بنانا	
ساتویں خلاف ورزی: مریض کو مار پیٹ کر اذیت دینا	
آٹھویں خلاف ورزی: مریض کے دل مایوسی ڈال دینا	
نویں خلاف ورزی: اجتماعی تلاوت	
دسویں خلاف ورزی: لوگوں کو خرافات اور فریب میں مبتلا کرنا	
گیارہویں خلاف ورزی: مائک سے یا موبائل کے ذریعہ دم کرنا	
بارہویں خلاف ورزی: بڑی بڑی انگوٹھیاں بنانا جن پر قرآن آیتیں نقش کی جائیں	
تیرہویں خلاف ورزی: جنات کو آگ کی سزا دینا اور جلانا	
چودھویں خلاف ورزی: کاغذ پر قرآنی آیات اور دعائیں لکھ کر مریض کے جسم پر رکھنا	
جھاڑ پھونک کے تعلق سے دس مخالفتوں کے بارے میں سعودی عرب کی دائمی کمیٹی برائے علمی تحقیقات اور افتاء کا فتوی	

خاتمہ	
فہرست مصادر	
فہرست موضوعات	